لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ایک ذرّہ ہوں مگر مہرِ درخشندہ ہوں
نعتِ سرکارِ دو عالم کے سبب زندہ ہوں

اسمٰعیل انیس

چراغِ عالمین

۱۴۰۵ ہجری

چراغِ عالمین
۱۴۰۵ھ
مصرعِ تاریخ تو ہے ایک تاریخیں ہیں دو
صورتِ اعزاز ہے اعجازِ ختم المرسلین
روشنی ہی روشنی خوشبو ہی خوشبو ہے انیس
گلشنِ نعتِ معظم ہے چراغِ عالمین
۱۴۰۶ھ
۱۹۸۵ء

اسمٰعیل انیس
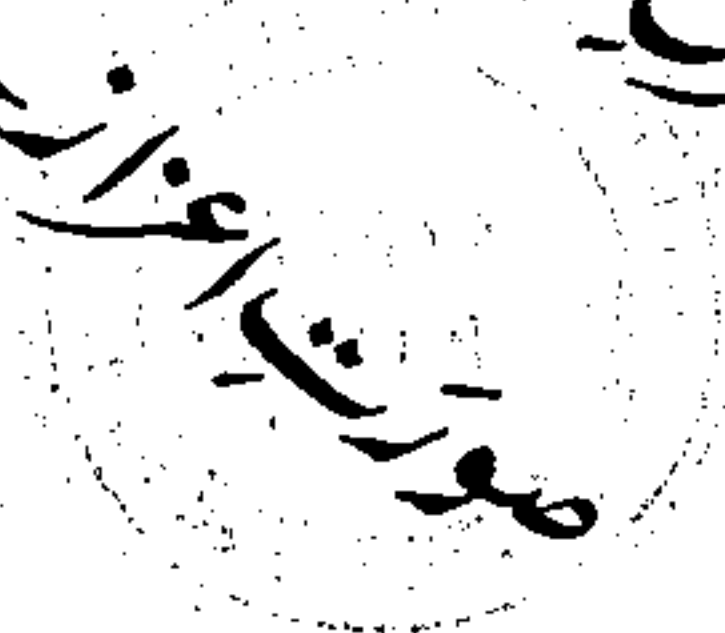
وہ تاریخِ مکّہ ہے اِک آئینہ ہے

—— ۱۴۰۵ھ ——

مُبینِ تجلّی ہے غارِ حرا ہے

—— ۱۹۸۵ء ——

انیس اب ہے آبِ صفاتِ رسالت

—— ۱۴۰۵ھ ——

کہ نجمِ ضیائے رُخِ مُصطفےٰ ہے

—— ۱۹۸۵ء ——

اِنتساب

والدِ معظّم محمد رمضان بخش خُلد آشیاں

اور

والدۂ معظّمہ سلیمن بی بی خُلد آشیاں

کے نام

جن کی دُعائیں آج بھی

میرے ساتھ ہیں

اسمٰعیل انیس

نام کتاب	:	چراغ عالمین
مصنف	:	اسمٰعیل انیس
سرورق	:	آذر زوبی
خوشنویس	:	فضل الرحمٰن
پروف ریڈنگ	:	شہزاد اختر
اشاعت اول	:	۱۴۰۵ ہجری
تعداد	:	گیارہ سو (۱۱۰۰)
مطبوعہ	:	ایجوکیشنل پریس کراچی
کتاب کا سائز	:	۲۳×۳۶ / ۱۶

ہدیہ:
۵۰ روپے
(پچاس روپے)

ناشر:

مکتبہ شہزاد اقبال

۱۳۵-۳۶-۱ ای - لانڈھی ٹاؤن - کراچی ۳۰ پاکستان

فہرست

احساسات

حمدِ ربِّ انام

ثنائے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العلیٰ بکماله
کشف الدجیٰ بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه وآله

نعتیہ مجموعہ کلام "چراغِ عالمیںؐ"، اسمٰعیل انیس صاحب
کا نقشِ اوّل ہے جو گلہائے حمدِ باری ۱۴۰۵ھ تعالیٰ اور اوصافِ نبی کریمؐ کے
انگنت گلابوں سے معطّر اور عشقِ محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا آئینہ دار ہے۔
مجھے کہا گیا ہے کہ میں مجموعۂ نعت "چراغِ عالمیںؐ" پر اپنے خیالات کا
اظہار کروں۔ سوچتا ہوں کہ نعتِ رسولِ مقبولؐ احاطۂ فکر میں نہ آنے والی صنف
ہے۔ جس کے لئے کہا گیا ہے کہ "بہت باریک گلیاں ہیں بہت پیچیدہ رستے ہیں"
مگر اس خیال کے پیشِ نظر کچھ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ نعت
کے بارے میں میری کہی ہوئی کوئی بات بھی نذرانۂ رسولؐ کے مترادف
ہو سکے۔ نعتِ حضورِ اکرمؐ عقیدت و محبّت کا اظہار ہی نہیں بلکہ عبادت کا درجہ
بھی رکھتی ہے۔ صنفِ نعت احتیاط طلب اور مقامِ پُل صراط کا احساس
دلاتی ہے۔ **اسمٰعیل انیس** بہت خوش نصیب ہیں جنہوں نے اِس
بحرِ ذخّار میں شناوری کی ٹھانی ہے۔ مجموعہ "چراغِ عالمیںؐ" کے
اوراق پر اِن کی نعتیں اِن کی کہنہ مشقی اور اِن کے جذبۂ ایمانی کا
ثبوت ہیں۔

نعت ایک منزلِ دشوار بھی ہے اور مرحلۂ آسان بھی۔ اگر عشقِ رسول اللہؐ

سے دل گداز ہو تو نعت الہام بن جاتی ہے۔ ثنائے محبوبِ ربّ العالمین کا سلسلہ لامتناہی ہے۔ "ورفعنا لک ذکرک" سے بھی سرکارِ دوعالمؐ کی بلند عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ پیشانیٔ لوح وقلم پر تحریر کردہ اسم محمد الرّسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے بھی ظاہر ہے کہ ثنائے حبیبِ کبریاؐ درجۂ عبادت سے کم نہیں۔ اپنے اپنے انداز میں پرستارانِ رسولِؐ عربی نے ہدیۂ ثناء سرورِ کونینؐ کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ کسی نے تپتی ہوئی زمین اور کانٹوں پر لیٹ کر بھی ثنائے مصطفےٰؐ کو اپنی جانِ عزیز پر ترجیح دی اور کسی نے اپنے گھر کا اثاثہ حضور پر نثار کر دیا۔ اسمٰعیل انیس نے ادب واحترام کو نعتِ رسولؐ میں برقرار رکھا ہے۔ جس سے ان کا شعری تجربہ اور رسولِ اکرمؐ سے والہانہ محبّت کا اندازہ ہوتا ہے۔

انیس نے شعروادب کی خدمت میں اپنی زندگی کا قیمتی حصّہ صَرف کر دیا ہے۔ میری دُعا ہے کہ خُداوندِ کریم مجموعہ "چراغِ عالمینؐ" کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

(دستخط)

(محمّد اسحاق ارشد)
ریئر ایڈمرل، ہلالِ امتیاز (ملٹری)
ستارۂ بسالت
چیئرمین کراچی پورٹ ٹرسٹ

اسماعیل انیس اپنے افکارِ ضیا بار کے اعتبار سے "آفتابِ ادب" اور شعر و سخن کی سرپرستی کے لحاظ سے "بابائے شعر و سخن" واقع ہوئے ہیں۔ ان کے کلام میں جو روانی، برجستگی اور لطافت پائی جاتی ہے۔ اہلِ ذوق اُس کے ہمیشہ معترف و مداح رہے ہیں۔ ان بزرگ کی عمر کے پچاس سال گیسوئے شاعری کی مشاطگی میں گزرے ہیں۔ اب ان کی پوری توجہ حمد و نعت کی طرف مبذول ہے۔
علامہ شبلی نے سیرۃ النبی کی تالیف کے وقت فرمایا تھا کہ

مگر اب لکھ رہا ہوں مدحتِ پیغمبرِ خاتم
خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

الحمدللہ کہ برادرِ عزیز و محترم اسماعیل انیس نے بھی اپنے خاتمہ بالخیر ہونے کے ثبوت و اثبات کے لئے "چراغِ عالمیں" کے تجلی آفریں نام سے حمد و نعت کا ایک لطیف ترین عقیدت آمیز اور ایمان افروز مجموعہ شائع کیا ہے۔ نعت گوئی کوئی آسان کام نہیں۔ عرفی نے کہا تھا کہ

ہشیار کہ رہ۔ بر دم تیغ است قدم را

یعنی ہشیار ہو کر نعت گوئی۔ گویا تلوار کی دھار پر چلنا ہے کہ ایک قدم ادھر اور اُدھر ہوا۔ اور شاعر کہیں کا نہ رہا۔ جناب اسمٰعیل انیس نہایت ثابت قدمی اور بلند نظری کے ساتھ اس جادۂ سخت سے گزرے ہیں۔ پھر عرض کروں گا کہ نعتِ نبوی کا دشوار گزار سفر طے کرنا کہ جذبات عقیدت کی فراوانی کا اظہار بھی ہو اور حدود ادب سے بھی قدم اور قلم تجاوز نہ کرے۔ بہت دقّت طلب مرحلہ ہے۔ اسمٰعیل انیس ایک پختہ کار، کہنہ مشق اور سخن فہمی اور سخن سنجی کے تمام اسرار و رموز پہ دسترس رکھنے والے عظیم شاعر ہیں۔ ان کی طبع موزوں ایک جوئے سُبک خرام کی طرح رواں رہتی ہے۔ حقیقتاً اسمٰعیل انیس نے نعت و حمد دونوں میدانوں میں نہایت خوبی، خوش اسلوبی اور دل افروزی و دلنوازی کے ساتھ جذبات و احساسات کا اظہار کیا ہے۔ "چراغِ عالمیں" ان کی قدرتِ کلام کا خوبصورت نمونہ ہے۔ شاعر نے نئی زمینیں استعمال اور موسیقی آمیز بحریں تلاش کی ہیں۔ ان کے کلام میں جو انانیت اور سرود و آہنگ پایا جاتا ہے۔ اس کا اقرار و اعتراف ہم سب کا فرض ہے۔ مزید لطف یہ کہ حضرت اسمٰعیل انیس نے دو سو اشعار میں اُن شعراء کا ذکر کیا ہے جو نعت گوئی میں ممتاز ہیں۔ یہ ایک ایسی جدت ہے۔ جس کا جواب نہیں۔ تاریخی قطعات لکھنے میں بھی وہ اپنے معاصرین سے ممتاز ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اس خوبصورت مجموعے کو اربابِ عقیدت آنکھوں سے لگائیں گے۔

رئیس امروہوی

رئیس امروہوی

صد شکر کہ دولتِ یقیں لائے ہیں
ظلمت تھی بہت، مہرِ مبیں لائے ہیں
اللہ انیس کو جزا دے راغبؔ
ضوبار "چراغِ عالمین" لائے ہیں

یہ دولتِ بے دارِ یقیں ہے بے مثل
جو بھی ہے وہی دُرِّ ثمیں ہے بے مثل
اَجر اِس کا انیس کو ملے گا، لاریب
راغبؔ! یہ "چراغِ عالمین" ہے بے مثل

راغبؔ مرادآبادی

بابائے شعر و سخن جناب اسمٰعیل انیس کی خوش نصیبی ہے کہ حمد و نعت اُن کی متاعِ زندگی بن گئے "چراغِ عالمینؐ" کی اشاعت رب العالمین کا عطیۂ خاص اور سرورِ کائنات محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرِ کرم کا ایک جزو ہے۔

اِس دورِ آشوب میں مجموعۂ نعت کا شائع ہونا ایک دشوار ترین مرحلہ ہے مگر انیس صاحب نامساعد اور صبر آزما حالات میں حُبِّ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ اثر گیسوئے شعر و سخن سنوارنے میں مصروف ہے۔ آپ نے بے شمار غزلیں اور نظمیں بھی لکھیں۔

اسمٰعیل انیس صاحب کہنہ مشق قادر الکلام شاعر ہیں۔ ابتدا میں عظیم المرتبت شاعر محترم نواب احمد نواز سے رہنمائی حاصل کی۔ مجھے انیس صاحب سے متعارف ہوئے، جُمعہ جُمعہ آٹھ دن والی بات نہیں بلکہ ۱۵ برس کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اُنہیں اکثر مشاعروں میں سُنا۔ علمی و ادبی حلقوں میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ آپ نے تقریباً پچاس سال سے شعر و سخن کو اپنا سرمایۂ حیات بنا رکھا ہے اور پاک و ہند کے ممتاز معیاری جرائد میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہا ہے۔ اگرچہ آپ نے ہر صنف میں طبع آزمائی کی اور اپنے فن کے جوہر دکھائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مقصدیت کی طرف اب آئے ہیں۔

مدحتِ خیر الانام مشکل ترین صنف ہے اس مقام کو سمجھنا اور ہدیۂ نعت تحریر کرنا جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں یہ عطیۂ پروردگار ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں رسائی پالے وہ کبھی نامراد اور تہی دامن نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور فضل اس کے شامل ہو جاتے ہیں اور اسے رحمت اللعالمین اپنی چشمِ کرم سے نوازتے ہیں اور وہ "چراغِ عالمینؐ" جیسے اعزاز سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ انیس صاحب نے بہت مختصر سے عرصے میں جو نعتیں کہی ہیں وہ مجموعۂ نعت "چراغِ عالمینؐ" کی صورت میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہے۔ ہر نعت میں اُنہوں نے نہ صرف عقیدت و احترام کو کما حقہٗ پیشِ نظر رکھا بلکہ فن و رموز کا بھی احتیاط سے خیال رکھا ہے۔ اسی اعجازِ نعت کی بدولت اُنہیں علمی و ادبی انجمنوں کی طرف سے "آفتابِ ادب" کا خطاب جناب مظفر احمد ضیا کی صدارت اور مہمانِ خصوصی جناب عبدالرزاق منصوری کی موجودگی میں دیا گیا۔ نیز ایک مقامی ہوٹل میں ان کی پچاس سالہ ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے قدر دانِ علم و ادب نے جو گرانقدر کیسہ زر عطا کیا۔ اس کے پیش کرنے کی سعادت اس بندۂ ناچیز کے حصے میں آئی۔ میں یہاں یہ بھی کہتا چلوں کہ میرا علمی و ادبی ذوق شعرا کرام کا مرہونِ منت ہے جس میں بابائے شعر و سخن اسمٰعیل انیس صاحب کا نام سرِ فہرست ہے۔

آخر میں بصد صمیم قلب بارگاہِ ربّ العزت میں دُعا گو ہوں کہ "چراغِ عالمینؐ" شہرتِ عام اور بقائے دوام حاصل کرے۔ آمین

حاجی محمد شفیع اسٹیل والے

میں اپنے اس تحریر کردہ مضمون کو سرورِ کائنات حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ اطہر سے معنون کرتا ہوں۔ آپ کی مدحت زبانِ لوح و قلم پر ہے۔ آپ کی ثنا، ایمان و یقین کا مظہر ہے۔ آپؐ کے اوصافِ حمیدہ، انعام یافتہ اور کہنہ مشق شاعر بابائے شعر و سخن اسمٰعیل انیسؔ نے مجموعۂ نعت "چراغِ عالمینؐ" میں رقم کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ سعادت مقدر ہی سے نصیب کا حصہ بنتی ہے۔ صحیفۂ نعت "چراغِ عالمینؐ" میں اسمٰعیل انیسؔ کی کہی ہوئی حمد، نعتؐ و قطعات شامل ہیں۔ انیس صاحب سے میری شناسائی کی مدت کم ہے۔ مگر جب کبھی باباسے اشعار سُنے۔ طبیعت پر ایک کیف سا طاری ہو گیا۔ دل میں حالات و واقعات کا سمندر موجزن ہو گیا۔ اشعار میں پختگی کے ساتھ ساتھ اُن کا پچاس سالہ شعری تجربہ بھی سامنے آیا۔ شاعری کے ساتھ انیسؔ صاحب کو عروض اور فنِ تاریخ پر بھی دسترس ہے۔ اس کا اندازہ مجموعۂ نعت کے عنوان "چراغِ عالمینؐ" سے بھی ہوتا ہے جس کے عدد ۱۴۰۵ ہجری حروفِ ابجد کے حساب سے نکلتے ہیں۔ یہ بڑی خوبی کی بات ہے۔ گزشتہ دنوں کی بات ہے جب انہوں نے جناح پُل کی تعمیر کے سلسلے میں قطعات کہے تھے جن میں ۲۷ تاریخیں تھیں۔ میں سوچتا رہا آدھے مصرعہ سے تاریخ تو عام ہے مگر پورے پورے مصرعوں سے تاریخیں نکالنا دشوار ہے اس دور میں اس قدر شدید محنت کا صلہ انہیں کون دے گا جب کہ وقت بھی اس قدر گرانی کا ہے۔ اسمٰعیل انیسؔ نے اپنی زندگی کا قیمتی حصہ خدمتِ شعر و ادب میں صرف کر دیا ہے۔ جس سے تکمیلِ حیات کا سامان فراہم ہوتا ہے مگر کچھ لوگ مختلف خدمات پر فائز ہوتے ہیں۔ طبیعت کے لگاؤ کے مطابق جس نے جو شعبہ چاہا وہ اُسے مل گیا۔ اسمٰعیل انیسؔ اپنی غزلیات کا مجموعہ شائع کرنے کی تیاری میں مصروف تھے مگر قدرت کو منظور تھا کہ یہ مجموعۂ نعت پہلی قسط کے طور پر لائیں جبکہ موصوف کے پاس نعتیں بھی نہیں تھیں، مگر جس پر نگاہِ رحمۃ للعالمینؐ ہو جائے اُسے مجموعۂ نعت "چراغِ عالمینؐ" شائع کرنے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔ یہ سرورِ کونین محمد عربیؐ کا صدقہ ہے کہ چند لمحوں میں متاعِ کونین ہاتھ آ گئی۔ میں نے کچھ نعتیں مجموعۂ "چراغِ عالمینؐ" میں سے پڑھی ہیں جن کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بابائے شعر و سخن اسمٰعیل انیسؔ کو رسولِ کریمؐ سے بے پناہ عقیدت و محبت ہے۔ ان کی کہی ہوئی نعتیں مقصدیت اور اصلاحِ حیات کا پہلو لئے ہوتے ہیں جن سے یقیناً اصولِ حیات کی راہ متعین ہوتی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ "چراغِ عالمینؐ" کو بقائے دوام عطا کرے۔ آمین

محمد محسن

(الحاج محمد محسن)

بابتدائے خدائے بزرگ و برتر کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے جو ہر شب کے بعد سحر اور ہر تکلیف کے بعد راحت کی نوید سناتا ہے جس کی عظمت و جبروت پر ہر نفس سجدہ ریز ہو کر اس کی وحدانیت کا اعتراف کرتا ہے جس کے نام کا کسی کام کے ساتھ منسلک ہونا کامیابی کی ضمانت بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے لئے احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ کے اسی وصف کو قرآن مجید فرقانِ حمید میں تمام تر خوبیوں کے ساتھ ارشاد فرمایا۔

وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً لِّلعٰلَمِین۔

زیرِ نظر مجموعۂ نعت "چراغِ عالمیں" میں رقم حمد و نعت قطعات کا مطالعہ کیا تو مجھے یقین کامل ہو گیا کہ یہ مجموعۂ نعت واقعی کامیابی کی بلندیوں کو چھو لے گا۔ بابائے شعر و سخن آفتابِ ادب جناب اسمٰعیل انیس کی شاعری پر کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہو گا۔ اسمٰعیل انیس صاحب شاعری کے میدان میں نو وارد نہیں ہیں ان کی شاعری کی ابتداء پچاس برس کے لگ بھگ ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے اتنے طویل عرصے میں پہلا مجموعۂ کلام؟ کیا اسمٰعیل انیس نے اتنی سست روی سے شعر کہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ حضرت احسان دانش فرمایا کرتے تھے کہ انیس شعر کہنے کی مشین ہے۔ تو پھر انیس صاحب کی نظمیں، غزلیں، قطعات کیا ہوئے۔؟ یہ ایک المیہ سے کم نہیں۔ اسمٰعیل انیس نے جب مجھے یہ نوید سنائی کہ مجموعۂ نعت "چراغِ عالمیں" مکمل ہو گیا ہے تو یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ یہ میری دیرینہ آرزو اور انتہائی کوشش تھی کہ بابا اسمٰعیل انیس کا مجموعۂ کلام منظرِ عام پر آتے۔ میں نے انیس صاحب کی کہی ہوئی نعتوں میں رسولِ کریم سے بے پناہ عقیدت و محبت کے جذبات پاتے جس سے ان کی حضور پاک سے گہری وابستگی کا پتہ چلتا ہے۔ انیس صاحب کی شاعرانہ عظمت کا کون قائل نہیں۔

اسمٰعیل انیس صاحب نے بارگاہِ رسالت میں ہدیہ "چراغِ عالمیں" پیش کر کے اپنی نجات کا سامان کر لیا ہے۔ آخر میں پھر اسی بات کو دہراؤں گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور حبیبِ خدا سے بے پناہ عقیدت و محبت کا ثبوت ہے کہ اسمٰعیل انیس صاحب نے برسوں کی بجائے دنوں میں نعتوں کا دلکش اور ایمان افروز مجموعہ مرتب کر لیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ عظیم کا صلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

عبدالرزاق منصوری

الحاج عبدالرزاق منصوری

باباۓ شعر و سخن جناب اسمٰعیل انیس کے نعتیہ مجموعے "چراغِ عالمیں" کی اشاعت کے موقع پر مجھے یہ سوچ کر حیرت ہے کہ ایک کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر جس نے عمرِ عزیز کے پچاس سال فکرِ سخن میں گزار دیئے۔ ہزارہا شعر کہے سینکڑوں مشاعرے پڑھے اور بے شمار لوگوں کو اصلاح دی فنِ عروض کو چھان مارا۔ بدیہہ گوئی، تاریخ گوئی اور صنعت گوئی میں مہارت حاصل کی بغرض فنِ شعر گوئی کا مزاج داں ہوگیا۔ وہ شاعر ریڈیو اور ٹیلیویژن کے مشاعروں میں کبھی نظر نہیں آیا۔ آخر اس بے اعتنائی یا لاعلمی کی کیا وجہ ہے جبکہ ان اداروں میں بلائے جانے والوں میں سے بہت سے لوگوں کی ادبی خدمات اور فنی مہارت اسمٰعیل انیس کے مقابلے میں عشرِ عشیر بھی نہیں ہیں؟ آج کی اقدار کے حوالے سے اس تمام صورتِ حال کے ذمّہ دار خود اسمٰعیل انیس ہیں کیونکہ وہ پی آر کے طور طریقوں سے ناواقف ہیں اور اپنی کوئی لابی یا پریشر گروپ نہیں بنا سکے۔ بلکہ ان کی کتاب کی اشاعت میں اس قدر تاخیر کا سبب بھی شاید یہی ہے۔

نظیری نے جب فریضۂ حج کی ادائیگی کا ارادہ کیا تو رجوع الی اللہ کی کیفیت دل و دماغ پر طاری ہوگئی۔ اسی عالم میں کہا تھا

سگِ آستانم اما بہ شب قلاوہ خایم — کہ سرِ شکار دارم نہ ہوائے پاسبانی
عجب از نبودہ باشد خضرے بہ جستجویم — کہ فتادہ ام بہ ظلمت چو زلالِ زندگانی

اور اسمٰعیل انیس نے جب "چراغِ عالمیں" کی اشاعت کا ارادہ کیا تو نعت اور صاحبِ نعت (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کی کیفیات میں کہا

جو ہمسفر تھے مدینہ ہوا نصیب اُن کا — جلا کے رہ گئے ہم لذتِ فغاں کے چراغ
ہمیں بھی مل گئے حسانِ مصطفےٰ کی طرح — انیس مدحتِ سرکارِ دوجہاں کے چراغ

نعت گویانِ مصطفےٰ کی طویل و وقیع فہرست حسان بن ثابت اور میمون بن قیس سے شروع ہوتی ہے۔ ہر دور اور ہر زبان کے شعراء یہ سعادت حاصل کرتے رہے ہیں اور تا قیامِ قیامت کرتے رہیں گے۔ مقامِ شکر ہے کہ اسمٰعیل انیس کا نام بھی اس عظیم فہرست اور پیروکارانِ حسان و اعشیٰ میں شامل ہوگیا ہے۔

فنِ نعت گوئی حقیقت میں بڑا نازک اور جان جوکھوں کا کام ہے۔ اس صنف میں عقیدت، شریعت اور محبت میں جس احتیاط سے توازن و اعتدال قائم رکھنا پڑتا ہے۔ شاید کوئی دوسری صنفِ سخن اس کی متقاضی نہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

اُمید ہے جناب اسمٰعیل انیس (آفتابِ ادب) کی یہ تخلیق ملک کے علمی و ادبی حلقوں میں دلچسپی اور عقیدت سے پڑھی جائے گی۔

آخر میں میری دعا ہے کہ یہ کتاب صاحبِ کتاب کے لئے توشۂ آخرت ثابت ہو۔ آمین

دنیائے شعر و ادب میں بابائے شعر و سخن آفتابِ ادب بابا اسمٰعیل انیس صاحب کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ یہ وہ آفتابِ سخن ہے۔ کہ جو ہمیشہ طلوع ہی رہتا ہے۔ جس کی کبھی شام ہوتی ہی نہیں۔ اب یہ الگ بات ہے کہ کچھ تنگ دل اور تنگ نظر لوگ اپنے کمروں کو بند کر کے بیٹھ جائیں۔ اور دن کے ایک بجے بھی ان کو اندر اندھیرا نظر آئے تو وہ کہیں کہ آفتاب طلوع ہی نہیں ہوا۔

بابائے شعر و سخن وہ بابا ہیں کہ جو عمر اور تجربے کے لحاظ سے تو ضرور بابا ہی ہیں۔ لیکن اپنے فن اور اپنے شعری بانکپن کے اعتبار سے ابھی جوان ہی ہیں۔ بلکہ بالکل ہی نوجوان ہیں۔ انکی سوچ کسی بوڑھے دماغ کی سوچ نہیں۔ بلکہ وہ سوچ ہے جو عقل کی آخری سرحدوں کو چھوتی ہے۔

شعر کہنے میں ان کی مشکل پسندی کا یہ عالم ہے کہ اگر انھوں نے کسی واقعہ کو شعری وجود دیا تو سب سے پہلے تو یہ اس کی تاریخ نکالیں گے، پھر آگے چلیں گے۔ حتیٰ کہ اگر کسی مجموعے کا نام تجویز کرنا ہے تو بھی یہ تاریخ کے اعتبار سے اس کا عنوان تلاش کریں گے۔ عمر کے تقریباً پچاس سال بیت گئے انھیں شعر و ادب کی خدمت کرتے ہوئے نہ جانے کتنے لوگوں نے ان سے کسبِ ضیا کی ہوگی اور کتنے صاحبِ دیوان ہو گئے ہوں گے۔ مگر بابا نے شعر و سخن کے اتنے طویل سفر میں کبھی اپنا دیوان مرتّب کرنے کیلئے سوچا بھی نہیں۔ نہ جانے کتنے جتن ہم نے بھی کئے کہ بابا اپنی ساری زندگی کی کمائی کو دیوان کی شکل دے دو۔ مگر بابا ہمیشہ ٹالتے رہے۔ اب کے میں نے اور چند دوستوں نے انھیں مجبور کر ہی دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ اس بار بابا نے ہماری یہ درخواست مان ہی لی۔

میں چاہتا ہوں کہ اس پُر جمال نعتیہ کتاب پر کچھ لکھوں لیکن سوچتا ہوں کہ کہاں یہ گنہگار اور کہاں نعت پر کچھ کہنے کے لئے لب کشائی۔ مگر سرکارِ دو عالم فخرِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلّم کا میں بھی ایک نہایت ہی ادنیٰ غلام اور نعت گو

ہوں۔ نعت گوئی کہاں اور میں کہاں۔ مگر دعوئے نعت گوئی صرف اس لئے ہے کہ روزِ محشر جہاں حضورِ سرکارِ دوعالم رحمتِ کون و مکاں وجہِ تخلیقِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم کے بے شمار نعت خواں اور نعت گو خدائے ذوالجلال کے حضور پیش ہوکر اعزاز حاصل کریں گے وہاں یہ گنہگار بھی اس مائی کی طرح جو یوسف علیہ السّلام کے بڑے بڑے خریداروں میں سوت کی ایک انّی لیکر صرف اس لئے خریداروں کے جھرمٹ میں شامل ہوتی تھی کہ روزِ محشر جب حضرتِ یوسف علیہ السلام کے خریداروں کو رب تعالےٰ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوگا۔ تو مجھ ناچیز کو بھی ان خریداروں میں رب تعالےٰ کے حضور حاضری نصیب ہوگی۔ بالکل اسی طرح میں بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اور اللہ کریم کے حضور نعت خوانوں اور نعت گوؤں کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

جہاں تک بابا کی نعتوں کا تعلّق ہے اس قدر عشق و محبّت میں سرشار ہوکر لکھی گئی ہیں۔ اور بابا نے جو نئی نئی زمینوں میں نعتیں لکھی ہیں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ بظاہر غزل گو شاعر، مگر اس قدر مرصّع نعت کہنا کمال کی بات ہے۔ بعض بعض نعتیں تو اتنی وجد آفریں ہیں کہ ہر ایک شعر پر دل وجد کرنے لگتا ہے اور جسم و جاں میں نور کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔ بابا نے بڑے ہی قلیل وقت میں اتنی عمدہ اور اتنی زیادہ نعتیں لکھ لی ہیں کہ رشک آنے لگتا ہے۔ نعت جیسی نازک صنف کہ جس کے لئے دل و جان کو بے حد مؤدّب ہونا پڑتا ہے اور جسم و جاں کی طرح دل کو بھی باوضو ہوکر نعت لکھنی پڑتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بابا نے جس طرح شعر کی دوسری صنفوں میں اپنی قد آور شخصیت کو منوایا ہے۔ اسی طرح اس درجہ کمال نعتیں لکھ کر بھی اپنا لوہا منوا لیا ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

مُشتاق چغتائی

٥

جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے کرم بے پناہ سے نوازتے ہیں تو اُسے سکونِ دل متاعِ جاں اور تنویرِ ایمان و یقین سے جگمگا دیتے ہیں جس پر انسان اپنی قسمت پر ناز کرتا ہے اور احساس کی وُسعتوں کو عبور کرتا ہوا مہرِ درخشندہ سے جا ملتا ہے فکر و نظر کی بلندیاں اس کے زیرِ اثر ہو جاتی ہیں وہ جو بھی بات کرتا ہے وہ بات قبولِ عام کی سند بن جاتی ہے عشق صادق کی نرم آنچیں اسے کُندن بنا دیتی ہیں صبحِ درخشندہ اس کی فکر کا طواف کرتی ہے اور وہ قلندر درویش شاعر کے روپ میں اپنی جولانیٔ طبع کے سبب دلوں پر اپنا اثر چھوڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ میرے سامنے وہ مرحلۂ دشوار ہے جس کی فصیلیں بلند ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی دراز قامتی کا بھی احساس دلاتی ہیں زیرِ نظر مجموعۂ کلام "چراغِ عالمین" کہنہ مشق شاعر آفتابِ اَدَبْ بابائے شعر و سخن اسمٰعیل انیسؔ صاحب کا نقشِ اوّل ہے جس میں حمد۔ نعتیں۔ قطعات و تعارف پر مبنی اشعار بیاضِ نعت کی نمایاں حیثیت کے ساتھ شامل ہیں۔ اسمٰعیل انیسؔ صاحب ہر صنفِ سخن پر دسترس رکھتے ہیں۔ حمد میں

اللہ کی محبت نعتوں میں حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت کا ایک سمندر ٹھاٹیں مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ اشعار میں کہیں بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ طبعِ رواں میں کہیں ٹھہراؤ ہو، یہ بات اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب آدمی ہر صنفِ سخن پر قادر ہو یا عقیدت و محبت سے سرشار ہو انیسؔ صاحب کی کہی ہوئی نعتوں میں فن اور عقیدت و احترام برابر ملتا ہے جو ان کی رسولِ کریم سے محبت کا ثبوت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صنفِ شعر و سخن میں اگر کوئی مشکل مقام ہے تو وہ حمد و نعت کا ہے جہاں انسان اپنے کردار و عمل کو بروئے کار لاتا ہے۔

اسمٰعیل انیسؔ خوش نصیب ہیں جنھوں نے نبیؐ کریم کے اوصاف کو ہر صنفِ سخن پر ترجیح دیکر خراجِ تحسین حاصل کیا اور سنّتِ حسانؓ ادا کر کے ایک بڑے منصب کو پالیا۔ اسمٰعیل انیسؔ صاحب مجموعۂ نعتؐ چراغِ عالمیں کو تحفۂ عقیدت بنا کر حضورِ رسول اکرم میں پیش کرنے کو حاضر ہوئے ہیں خدا ان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور مجموعۂ نعت "چراغ عالمیں" کو قبولِ عام کی سند ملے (آمین)

عبدالسّمیع خان سمیع

میں اپنے دفتر میں بیٹھا ہُوا تھا کہ جناب عبدالرزاق منصوری، اسمٰعیل انیس کو اپنے ہمراہ لائے اور میرا تعارف کرایا۔ انیس سے گفتگو کے دوران پتہ چلا کہ اُن کا مجموعۂ نعت "چراغِ عالمین ﷺ" کے نام سے شائع ہو رہا ہے جس پر مجھے کچھ لکھنا ہے۔ اسمٰعیل انیس سے غائبانہ تعارف تھا مگر اُن سے مل کر ایسا محسوس ہُوا جیسے میں کسی دیوان کا مُطالعہ کر رہا ہوں۔
انیس کے بارے میں سُنا تھا کہ یہ ۵۰ سال سے شعر کہہ رہے ہیں اور کوئی مجموعۂ کلام منظرِ عام پر نہیں آیا۔ سبب معلوم ہُوا کہ انہوں نے عمرِ عزیز کا قیمتی حصّہ خدمتِ شعر و ادب کی نذر کر دیا اور اپنے صبح و شام دوسروں کے لئے وقف کر دیئے۔ اسمٰعیل انیس کو کبھی یہ خیال بھی نہ آیا کہ انہیں بھی ادب میں زندہ رہنا ہے مگر وقت میں بڑی طاقت ہے یہ وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اسمٰعیل انیس کا مجموعۂ نعتِ رسولِ مقبول ان کی قسمت بن جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے۔
جہاں تک اسمٰعیل انیس کا تعلق ہے، انہیں اپنی دُھن میں مگن بسوں میں سفر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہیں اپنی صحت کا نہ اپنے گھر کا خیال ہے۔ یہ سادہ طبیعت انسان اپنے خلوص کے سہارے لٹاتا ہُوا اپنی منزلِ ادب کی طرف رواں دواں ہے۔
مجموعہ "چراغِ عالمین ﷺ" جس میں حمد و نعت ہیں اپنی چمک دمک کے ساتھ اپنی برتری لئے ہوئے سامنے ہیں۔ یہ حقیقت کہ انیس کے خیالوں میں گہرائی بھی ہے اور بلندی بھی۔ حضور اکرم کی سیرت کو اپنا ایمان بنانا یہ ہر انسان کے بس میں نہیں۔ جب خداوند کریم کا فضل شاملِ حال ہو جائے اور سرورِ کائنات سرکارِ دو عالم کی نگاہِ کرم ہو جائے تو اشعار خود بخود کاغذ پر اُتر آتے ہیں مطالعۂ "چراغِ عالمین ﷺ" سے اسمٰعیل انیس کی اُستادانہ عظمت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ اللہ اپنے حبیب کے صدقے میں ثنائے رسول خدا کے جذبے کو اور اُبھارے۔ میں نے مجموعۂ نعت "چراغِ عالمین ﷺ" پر جو اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اصل میں یہ محبت کا اظہار ہے۔ ورنہ اتنا کہہ دینا کافی نہیں ہے۔
میری دُعا یہی ہے کہ پروردگارِ عالم، عاشقِ رسول ﷺ، اسمٰعیل انیس کے ذہن کو اور رسا کرے۔ آمین۔

احمد عادل

احمد عادل

یہ حقیقت ہے کہ نعت گوئی مشکل ترین منصب ہے۔ علمائے حق نے نعت گوئی میں یہاں تک احتیاط برتنے کو کہا ہے کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر جس اسم مبارک (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے فرمایا ہے، وہ اسم مبارک حتی الامکان مجرد نہ لکھا جائے، نہ بیان کیا جائے۔ اس میں گستاخی کا خوف ہے۔ عرفی جیسے قادر الکلام شاعر نے ثنائے حبیبؐ کو تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف قرار دیا ہے: ع
"ہشیار کہ رہ، بر دم تیغ است قدم را"، لیکن الحمدللہ کہ تلوار کی دھار پر چلنے والوں میں حضرت اسمٰعیل انیس کا نام نامی اسم گرامی نہایت منفرد ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ صنفِ نعت گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ اقدس میں ہی شروع ہو گئی تھی اور سب سے پہلی نعت خلیفۂ اوّل امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی تھی جس کی سماعت کے بعد حضور رسولِ کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا تھا۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد میں وہ نعت یہ کہہ کر ضائع کر دی کہ جب خدا خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یوں ارشاد فرماتے ہیں: "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" (تحقیق کہ اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں) تو پھر میری تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔

اہلِ اسلام کے لئے نعت گوئی اور نعت خوانی منجملہ عبادات ہے۔ عربی زبان میں نعتیہ صنفِ ادب کا وافر ذخیرہ ہے۔ پھر فارسی زبان میں نعتوں کے گنجِ گراں مایہ کا سلسلہ ہے۔ لیکن اردو زبان میں نعتِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے جس کی مثال دنیا کے کسی بھی ادب میں نہیں مل سکتی۔

اسی اردو ادب کی نعتیہ شاعری میں "چراغِ عالمین" ایک اور گراں قدر اضافہ ہے۔ اور اس کے مصنف بابائے شعر و سخن آفتابِ ادب محترم اسمٰعیل انیس نے ہدیۂ نعت پیش کرنے میں اپنی اسلامی سعادت مندی، ادب اور لہجے کے اخلاص کو اپنے پیرایۂ بیان میں گھول دیا ہے۔ انہوں نے نعت گوئی کے لگے بندھے مروجہ اور مسلمہ اصولوں سے انحراف فرما کر نئے زاویوں میں نعتیں لکھی ہیں۔ یہ نعتیں نئے استعارے، نئی تشبیہوں، نئے کنایوں، نئی تلمیحوں اور نئی نئی اصطلاحوں کی حامل ہیں۔ ان نعتوں میں عجیب دلکشی اور دلپذیری ہے۔ ان کا اندازِ بیان نیا پیرایۂ اظہار اختیار کر گیا ہے جس پر وہ قابلِ مبارکباد ہیں۔

مجھے پوری توقع ہے کہ بابائے شعر و سخن آفتابِ ادب محترم اسمٰعیل انیس صاحب کا نعتیہ مجموعہ "چراغِ عالمین" بارگاہِ رحمت اللعالمین میں شرفِ قبول پائے گا اور ہم ایسوں کے لئے راہبر ثابت ہو گا۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ڈاکٹر شاہد الوری

محترم جناب اسمٰعیل انیسؔ کی نعتوں کا مجموعہ عنقریب منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ چونکہ میں انیسؔ صاحب کو عرصہ دراز سے جانتی ہوں اور اچھی طرح واقف ہوں۔ اور اکثر ان کا کلام پڑھا اور سُنا ہے اِس لئے ان کے کلام اور شخصیت پر اظہارِ خیال کی جراٰت کر رہی ہوں۔

فنِ شاعری میں نعت کو ایک بلند مرتبہ حاصل ہے۔ نعت گوئی ایک فن ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ فن اتنا آسان نہیں۔ نعت میں چونکہ حضورِ پاک کی مدح سرائی ہوتی ہے۔ آپؐ سے محبّت اور عقیدت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کا عہد ہوتا ہے اور اُمّتِ مسلمہ پر آپ کے اِحسانات کا اقرار کیا جاتا ہے۔ اور جو مشکلیں آپؐنے اُمّت کیلئے اُٹھائیں اور جس صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا اس کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں اِسی لئے میں سمجھتی ہوں کہ نعت کہنے کیلئے اسلام کے گہرے مطالعے کی ضرورت ہے اور اس سے زیادہ ضروری چیز حضورؐ پاک سے محبت کی ہے۔ جب تک دل پیغمبرِ اسلام کی محبت سے سرشار نہ ہو گا اس وقت تک نعت کہنا ممکن نہیں۔ اور اگر زبردستی کہی گئی تو وہ تاثر

اور اثر پیدا نہیں ہو گا جو نعت کا خاصہ ہے۔

چونکہ انیس صاحب مذہب سے گہرا لگاؤ رکھتے ہیں، اور آپ کا دِل حضورِ پاک کی محبّت سے منوّر ہے اِسی لئے نعتوں میں بڑا اثر اور تاثر ملتا ہے۔ آپ کی نعتوں کے چند اشعار ہیں نذرِ قارئین کرتی ہوں جن کو پڑھ کر اندازہ ہو گا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے۔

نعت کہتا ہوں تو رہتا ہے فرشتوں کا ہجوم
لوٹ جاتا ہے اثر گوشۂ تنہائی کا

یہ معجزہ ہے نعتِ شہِ کون و مکاں کا
مضمون اُترتے ہیں قلم کچھ نہیں لکھتے

عطا کی تھی جو سرکارِ دو عالم نے محبّت سے
نہ جانے ہم نے وہ اخلاص کی دولت کہاں رکھ دی

چھوڑ کر آپ کے دامانِ کرم کی جنّت
اپنے مرکز پہ بہت آدمی شرمندہ ہے

آپ کے یہ اشعار آپ کی شخصیت کے آئینہ دار ہیں۔ میں نے انیس صاحب کو ہمیشہ بڑا مخلص اور ہمدرد پایا ہے۔ آپ انتہائی دردمند دل کے مالک ہیں عاجزی اور انکساری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ہر شخص سے محبت آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ یہی وجہ ہے جو آپ کے کلام میں اس قدر تاثر ملتا ہے۔

مذہب سے بیگانگی کے اس دور میں جہاں دہریت کے لئے کچھ ناکام کوششیں کی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ انیس صاحب کا کلام ایسے لوگوں پر بڑا کارگر ثابت ہو گا۔

ڈاکٹر و طبیبہ خورشید اشتیاق

آخر محترم اسمٰعیل انیس "بابائے شعر و سخن" المعروف
بابا صاحب احباب کے کھینچے ہوئے حصارِ مروّت میں گھر ہی گئے اور انہیں
اپنے خزینہ علم کا منہ کھول دینا پڑا۔ اس خزانے کی پہلی قسط نعتیہ
شعری مجموعے "چراغِ عالمیں" کی صورت میں قارئینِ ادب تک پہنچ رہی ہے۔
بابا کے فن پر میرا کچھ کہنا چھوٹا منہ بڑی بات کے مترادف ہوگا۔
حضرت احسان دانش۔ سیّد عابد علی عابد۔ حضرت حفیظ جالندھری ــــ
سیّد عبدالحمید عدم۔ راشد منصب علی کے ہمعصر، ہم نشیں، اس قلندر
صفت انسان کی شعری خدمات کا عرصہ تقریباً نصف صدی پر
محیط ہے۔ اگرچہ "چراغِ عالمیں" بابا کی جانب سے پہلا کتابی تحفہ ہے
لیکن آئینۂ حقیقت سے گرد جھاڑی جائے تو یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ آپ
اَن گنت تصانیف کے خالق ہیں، کون کون بابا کے چمنستانِ فن سے
خوشہ چینی کے طفیل صاحبِ تصنیف شاعر ہے اس کا ذکر ضروری نہیں
کہ جناب اسمٰعیل انیس اسے پسند نہیں فرماتے لیکن یہ کہے بنا رہا بھی نہیں
جاتا کہ وہ ناتراشیدہ پتھر جنھیں بابا کے مشاق ذہن نے تراش کر
فصیلِ ادب میں نصب کے قابل کیا۔ بابا کی تصانیف ہی تو ہیں۔

[illegible]

یہ بابا صاحب کی انتہائی اعلیٰ ظرفی ہے کہ نہ صرف کبھی اس امر کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اگر کسی نے جان لیا تو اعتراف نہیں کیا۔ یہاں میں بابا صاحب کی دو ایک باتوں کی پردہ پوشی سے قاصر ہوں جسے اگلے وقتوں میں حُسنِ اخلاق اور بلندیٔ کردار کا جزو خیال کیا جاتا تھا وہ ہے آپ کی منکسر المزاجی اور دوسری نام ونمود سے گریز۔ یہ دو ایسے خطوط ہیں جنہوں نے ادب کے زیادہ تر قارئین کو بابا کے علم وفن سے استفادہ کرنے سے محروم رکھا۔ بہرحال ہماری خوش نصیبی ہے کہ برسوں کا چھپا خزینہ منظرِ عام پر آرہا ہے اور ہم جیسے طالبانِ علم جنھیں بابا صاحب کی صحبتیں جز وقتی میسر آتی ہیں ان کے فن سے ہمہ وقت مستفید ہو سکیں گے

جناب انیس صاحب کے خزانہ علم میں ابھی بہت کچھ ہے، ابتدا کی ہے اس متبرک اور محترم رحمتِ عالم ہستی کی مدحت سے جس کا نام ادیانِ عالم کی اساس ہے۔ بابا کہتے ہیں میں نے پہلا شعر نعتیہ کہا تھا یہ ان کے عشقِ رسول میں سرشاری کی دلیل ہے کہ دنیائے تصنیف میں بھی مدحتِ نبی کے سائے میں آگے بڑھے ہیں۔ ناقدینِ ادب کی رائے میں "نعت" ادب کی مشکل ترین اصناف میں سے ہے اسمٰعیل انیس صاحب نے اس کو اپنے لئے پہلی منزل منتخب کر کے جہاں مذہب سے محبت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدتوں کا اظہار کیا ہے وہاں اپنی فنّی بلند قامتی کا راز بھی افشا کر دیا ہے۔ بابا صاحب کو اظہارِ فکر و خیال پر کتنی دسترس حاصل ہے۔ الفاظ پر کتنا اختیار ہے اور شعر کی تکنیک پر کتنی قدرت ہے اس کا اندازہ آپ بعد از مطالعہ "چراغِ عالمین" کریں گے اور میری رائے سے اتفاق کریں گے کہ میں نے جو کچھ کہا، سچ کہا۔

شہناز نور

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن میں نانی امّاں جب ہمیں کہانی سُناتی تھیں تو ہر کہانی میں ایک کردار ایسا ضرور ہوتا تھا جس کا چہرہ نیک ہونے کی وجہ سے نورانی ہوتا تھا اور بات کرنے میں مُنہ سے پھول جھڑتے تھے ہم نے ایسا کردار اپنی دنیا میں بہت ڈھونڈا پر کہیں نہ پایا۔ پھر سوچا کہ لاؤ خود ہی ایسے بننے کی کوشش کریں مگر وائے حسرتا۔ آخر یہ سوچ کر دل کو تسلّی دے لی کہ کہانیوں میں فرضی کردار بھی تو ہوتے ہیں یقیناً نانی امّاں نے یہ کردار خود ہی تخلیق کر لیا ہوگا لیکن ایک دن جب بابا سے ملی (میں اسمٰعیل انیس صاحب کو بابا کہتی ہوں) تو مجھے نہ جانے کیوں یہ محسوس ہوا کہ نانی اماں کی کہانی والا کردار اپنے حقیقی رُوپ میں میرے سامنے ہے۔ بابا کی شخصیت میں نہ جانے کیا بات تھی کہ دل خود بخود اُن کی طرف کھنچتا تھا جی چاہتا تھا کہ ان سے باتیں کرتے رہو۔ بابا اسمٰعیل انیس سے میرا تعارف میری ساتھی شہناز نور نے کرایا۔ میں اکثر چپکے چپکے ان کی باتیں سُنکر بہت کچھ سیکھتی رہتی ہوں اور میری تخیلی

دیکھئے کہ کبھی جتایا بھی نہیں کہ میں انجانے میں بھی ان سے سیکھ رہی ہوں۔ بابا اسمٰعیل انیس کی شاعری کے متعلق میرا کچھ کہنا چھوٹا مُنہ اور بڑی بات ہے اس لئے میں یہ شعبہ ناقدینِ ادب کے لئے چھوڑ رہی ہوں۔ بابا کی شاعری کے اسرار و رموز اور اس کا حُسن کم از کم مجھ جیسی کم علم نہیں جان سکتی میں تو فقط یہ جانتی ہوں کہ بابا بہت ہی اچھے اور بہت اچھے انسان ہیں اپنے چھوٹوں سے اتنی محبّت شفقت اور پیار کرتے ہیں کہ اس دُنیا کے انسان تو لگتے ہی نہیں۔!!

مرزا غالبؔ نے کہا تھا۔ آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا غالب اگر آج زندہ ہوتے تو میں ان سے فخر سے کہہ سکتی تھی کہ دنیا ابھی انسانوں سے خالی نہیں ہوتی اور بابا اسمٰعیل انیسؔ اس کی زندہ و روشن مثال ہیں!! بابا کی شاعری میں ان کی شخصیت کی جھلک اور لہجہ میں دھیما پن ہے۔ وہ اپنے ساتھ علم و ادب کا خزانہ لئے ہیں اب یہ سامنے والے پر منحصر ہے کہ وہ اپنے ظرف کے مطابق ان سے کتنا حاصل کر سکتا ہے بابا نے اپنی شاعری کی ابتدا نعتوں سے کی یہ بھی انکی نیک شخصیت کا عکس ہے اور ان کی حضرت محمّد مُصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور محبّت کا مظہر ہے۔ یہ سب سے پہلے نعتوں کا مجموعہ لا رہے ہیں۔ نعتوں کے اس مجموعے کے بعد ان کا ارادہ اپنی غزلوں کی اشاعت کا ہے، خدا انھیں ان کے ارادے میں کامیاب کرے۔ (آمین)

رضیہ حسن

زیب نظر مجموعۂ نعت بابائے شعر و سخن محترم اسمٰعیل انیس کا حضور اکرم سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و احترام کا آئینہ دار ہے۔ جناب اسمٰعیل انیس سیدھے سچّے انسان ہیں اور یہ سچّائی ان کے کردار و عمل میں خوب اچھی طرح رچی بسی دکھائی دیتی ہے۔ ان کے سینے میں ایک دردمند دل پوشیدہ ہے جس کا ثبوت ہر ایک کے دُکھ درد میں ان کی دل جوئی اور غمگساری ہے وہ پیکرِ خلوص و محبت ہی نہیں عالی ظرف بھی ہیں کیونکہ میں نے ہمیشہ انھیں اپنی پریشانیاں چھپاتے ہوئے دیکھا ہے۔ باوجود اصرار کے اپنی بیچارگی اور ضرورت کا کبھی اظہار نہیں کرتے بلکہ بڑی خوبی سے مُسکراتے ہوئے دامن بچا جاتے ہیں۔ اپنی سیدھی سادھی طبیعت کی طرح وضع قطع بھی ویسی ہی بنالی ہے کیونکہ خودنمائی اور نمود و نمائش ان کی فطرت کے قطعی خلاف ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انیس صاحب اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں۔

محترم اسمٰعیل انیس تقریباً نصف صدی سے شعری رزمگاہ میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ آپ ہندوستان

کے تاریخی شہر جھانسی سے ہجرت کر کے جب پاکستان تشریف لائے تو لاہور میں قیام پذیر ہوئے اور ایک مدت تک وہاں بھی حلقہ شعر و ادب میں خوب دھوم مچائی اور یہیں سے شہرت و کامیابی ان کی ہم رکاب ہوئی اس کے بعد جولانیٔ طبع لاہور سے انھیں شہر کراچی لے آئی۔ لاہور اور کراچی میں موصوف نے ہر ہر سنگِ میل پر اپنے خوبصورت اشعار کے اَن گنت چراغ روشن کئے ہیں۔ ان کے اشعار میں نیرنگیٔ خیال کے ساتھ ساتھ جدّتِ فن بھی ہے۔ ان کا اندازِ بیان بہت سادہ اور اثر انگیز ہے۔ الفاظ کی بندش انگشتری میں نگینے کے مانند معلوم ہوتی ہے۔ انیس صاحب کی اِن تمام خوبیوں نے بہت سے مدّاح اور شاگرد پیدا کئے ہیں جو اُن سے کسبِ علم و فیض کرتے ہیں۔ جناب اسمٰعیل انیس کو اُنکی ادبی خدمات کے صلہ میں گزشتہ سال یعنی ۱۵ اپریل ۱۹۸۳ء کو کراچی کی متعدد ادبی انجمنوں کی جانب سے آفتابِ ادب کے خطاب سے نوازا گیا اور ۳ فروری ۱۹۸۴ء کو ایک مقامی ہوٹل میں خاص تقریب کا اہتمام کیا گیا، جس میں جناب انیس صاحب کو کیسۂ زر پیش کیا گیا۔

میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے محترم اسمٰعیل انیس نے اس مجموعۂ نعت پر اظہارِ خیال کا شرف بخشا جس کا ہر شعر بہت خوبصورت اور دل موہ لینے والا ہے۔ حضورِ اکرم کی ذاتِ والاصفات سے والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار جس پیرائے میں کیا گیا ہے وہ نہایت ہی دل آویز اور دل نشین ہے اور اس اظہار کیلئے جن الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے وہ موصوف کی فنی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ میری یہ دُعا ہے کہ آن کا یہ ہدیۂ عقیدت بحضور سرورِ کونین بارگاہِ رسالت مآب میں قبول ہو اور پروردگار ان کو اس کاوش کے صلہ میں دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے (آمین)

حسن عارف صدیقی۔

عہدِ جدید میں شاعری ایک مشکل کام ہوتی جا رہی ہے۔ یوں تو ہر طرف شعر و ادب کا شور ہے، کتابیں چھپ رہی ہیں، رُونمائی کی تقریبات برپا کی جا رہی ہیں شعراء کے اعزاز میں جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ تخلیقی سناٹا بڑھتا جا رہا ہے۔ شعر و ادب یا تو سماجی عمل بن گیا ہے یا کسی اور ذاتی مقصد کا آلۂ کار۔ ایسے میں وہ لوگ بڑی عزت و حرمت کے لائق ہیں جو اپنی تخلیقی تنہائیوں میں زندہ ہیں اور حرف و بیان سے ایک سچا رشتہ اُستوار کئے ہوتے ہیں۔ بابا اسمٰعیل انیس ایک ایسی ہی شخصیت کا نام ہے جس نے شاعری کا اپنے باطن سے کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ جوڑ رکھا ہے۔ جہاں تک ان کی شاعرانہ صفات کا تعلق ہے وہ لفظ اور معنی دونوں پہ اپنی فنکارانہ گرفت رکھتے ہیں۔ وہ تجربے کی سچّائی کے بھی اُتنے ہی قائل ہیں جتنا کہ اُنہیں لفظ کی صحت کا پاس ہے۔ نعتیہ شاعری کے حوالے سے اُن کا فن عشقِ سرورِ کائنات ؐ کی خوشبوؤں سے بھرا ہُوا ہے۔ وہ نعت گوئی میں افراط و تفریط کے سلسلے میں بہت محتاط ہیں۔ حضورِ اکرم ؐ کی ذاتِ گرامی کی دُرست تفہیم ہی اُن کی نعت نگاری کی اساس ہے۔

بابا نے حمد و نعت کا مجموعہ ترتیب دے کر ہم تمام اہلِ ادب کو خدا اور اُس کے رسُول ؐ کی محبتّوں کی ایک قابلِ قدر دستاویز فراہم کر دی ہے۔ اُن کی مذہبی شاعری کا اسلوب اُن کا اسلوبِ حیات ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ "چراغِ عالمین" سے ادب اور زندگی کی گلیاں ہمیشہ روشن رہیں گی۔

فراست رضوی

فراست رضوی

دین، ایمان کے بغیر مکمل نہیں اور ایمان دین کے بغیر۔ خدا اور رسولؐ کی یک جائیگی کا یقین ایمان ہے۔ کلمۂ طیبّہ سے واضح ہے کہ جس طرح معبودیت جاری و ساری ہے اسی طرح رسالت بھی۔ نبیؐ اکرم کی ہمہ وقت سرپرستی کا احساس ہی روح کو توانائی اور سوچ کو نیکیاں عطا کرتا ہے۔ ایمان کی بنیاد ہی رحمتہً للعالمین کی مدح خوانی ہے۔ ہر نعت گو کے لئے میرے آقاؐ کی کمبلی دراز ہے۔

ہر نعت گو شاعر صاحبِ ایمان ہے اور یہی کیفیت ایمانی اس کی شفاعت کا امکان ہے۔ اس مناسبت سے بابائے شعر و سخن اسمٰعیل انیس نے بھی اپنی عاقبت سنوار لی۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے آقاؐ سے محبت کرنے والا کسی عذاب میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ وہ کسی کا دل نہیں دکھاتا، وہ خود غرض نہیں ہوتا۔ وہ تو اپنی ذات سے بنی نوعِ انسان کو فائدہ پہنچانے کی ان تھک کوششوں میں مصروف رہتا ہے اور یہ خصوصیت بابا میں ثبوت کے ساتھ موجود ہے۔ اَن گنت شعر کہنا بابا کا مشغلہ ہے۔ غزل، تاریخ گوئی، عنوانی منظومات سب ہی ان کے زیرِ اثر رہے ہیں۔

بابا کی شخصیت پر روشنی ڈالنا یہاں ناوقت ہے وہ کیا ہیں سب پر ظاہر ہے

چند ایام میں مجموعہ بھر نعتیں کہہ لینا ان کے فن کی نابکارانہ صلاحیت کی علامت ہے۔ رہا شاعری کا معیار تو کام ہے ناقدین کا۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں جہاں عقیدت ہے وہاں محبت ہے اور محبت کی ہر بات بات ہوتی ہے۔

محسن اسرار

آفتابِ ادب بابائے شعر و سخن محترم اسمٰعیل انیس نے اپنی ساری زندگی شعر و ادب کے لئے وقف کردی اور وقف بھی اس انداز سے کی کہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا شہرت و عزت حاصل کرنے کے احساس سے قطعاً بے نیاز۔ یہ قلندر صفت شاعر اپنی دھن میں مگن سفینۂ احساس لئے پچاس سال سے مسلسل ادب کے بحرِ بیکراں میں شناوری کے عمل میں مصروف ہے۔ انسان تو خیر ان کی اس سخت ریاضت کا معاوضہ کیا دیتے کہ یہ انکے اختیار ہی میں کب تھا۔ لیکن مالکِ کون و مکاں خدائے بزرگ و برتر جو ازل سے ابد تک کا مالک ہے اور جس کے قبضۂ قدرت میں کائنات کی ہر بلندی و پستی ہے اس نے جناب اسمٰعیل انیس کو اپنی سب سے گراں بہا نعمت یعنی علم سے نوازا انھیں شاعری کی تقریباً سبھی اصناف پر یکساں قدرت عطا فرمائی۔ عصرِ حاضر کے ہجوم شاعراں میں اسمٰعیل انیس۔ جیسا ہمہ جہت و ہمہ گیر شاعر ڈھونڈنے کے باوجود نہ مل سکے گا۔ انھیں نعت، غزل، نظم، قصیدہ قطعہ، رباعی، قطعۂ تاریخ اور دیگر علوم بدیع و عروض پر دستگاہ حاصل ہے اور یہ قدرت کا اتنا بڑا انعام ہے کہ اس کا تصوّر بھی محال ہے۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ میں انکی شخصیت پر کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ میں اسے اپنے لیے ایک بلند ترین منصب ایک حیات آفریں بات اور ایک ایسا انعام سمجھتا ہوں جس کا میں اہل نہیں ہوں۔ یہ تو جناب اسمٰعیل انیس کی محبت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے چھوٹوں پہ انتہائی شفقت و محبّت اور خلوص و مہربانی کا سلوک روا رکھتے ہیں۔ اور مہر و محبت کی بارشیں فرماتے رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی اُن سے ایک مرتبہ مل لینے کے بعد انھیں فراموش نہیں کر سکتا۔ بلکہ ان کی شخصیت کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ بابائے شعر و سخن نے اپنی جدّت طبع کی بدولت چمنستانِ ادب میں نئے نئے پھول کھلائے ہیں۔ بابا کے زیر نظر نعتیہ مجموعۂ کلام "چراغ عالمین" میں بھی ان کی تازگی طبیعت کی گلکاریاں بکثرت موجود ہیں۔ کتاب کا نام "چراغ عالمین" بھی بابا کی استادانہ عظمت کا اعلان ہے۔ اس لئے کہ یہ ایک تاریخی نام ہے اور اس سے

[illegible]

کتاب کی اشاعت کا سن یعنی ۱۴۰۵ھ برآمد ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں کی ایک عام روایت یہ ہے کہ جب بھی کوئی ادیب یا شاعر اپنی ادبی کاوش کو منصۂ شہود پر لانے کی سعی کرتا ہے تو اس کی نظریں اپنے اطراف میں موجود انتہائی قدآور ادبی شخصیات کی جانب اٹھتی ہیں اور وہ اپنی کتاب کے لئے مضامین انہی حضرات سے لکھواتا ہے تاکہ مملکتِ ادب میں اس کی یہ ادبی کاوش اور خود اس کی شخصیت مستحکم ہو جائے۔ لیکن بابا کی نازک خیالی نے اس قدیم روایت کو بالکل توڑ پھوڑ دیا ہے۔ انھوں نے ماضی و حال کی اس روایت سے انحراف کرتے ہوئے اپنے ہاں اپنے سے بہت چھوٹوں کو نمائندگی دی ہے۔ جس طرح ان کی شاعری کی نظیر لانا ایک امرِ محال ہے اسی طرح کوئی ادیب و شاعر کتاب پہ مضمون لکھوانے کے سلسلے میں ان کا مماثل نہیں ہو سکتا۔ آپ خود ہی غور فرمائیں کہ جس شخص کی بے تکلفانہ نشست و برخاست رئیس المتغزّلین جگر مرادآبادی، نامور دانشور و محقق سیّد عابد علی عابد، شاعرِ منزد و راحت دانش۔ سیّد عبدالحمید عدم جیسی نادرِ روزگار شخصیات کے ساتھ رہی ہو اُسے کیا ضرورت ہے کہ وہ گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے ہم جیسوں سے اپنی کتاب پر مضامین لکھوائے یقیناً بابا کے سینے میں روانی کے ساتھ موجزن انسانیت ہی نے انھیں اس بات پر آمادہ کیا ہوگا۔ ورنہ نقادوں کے خوف سے ارادے متزلزل ہو جاتے ہیں اور کوہِ استقامت میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ بابا کی ہمّت و جرأت کا جواب نہیں ہے وہ جس کام کو کرنے کا ارادہ فرما لیتے ہیں اسے کر گزرنے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں اور یہ بھی ان کے بڑے ہونے کی دلیل ہے۔ وہ میرے لئے استاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ میں نے ان سے بہت کچھ حاصل کیا ہے ان کی شاعری پر تبصرہ کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہوں گے۔ ان کی نعتوں میں ایک عجیب سا احساس ایک عجیب سی سرمستی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کا ایسا دلگداز تاثر موجود ہے کہ دل خود بخود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سمندر میں غرقاب ہو جاتا ہے اور جب ابھرتا ہے تو اپنے ساتھ گوہرِ آبدار لیئے ہوتا ہے۔

یامین وارثی۔

عشقِ رسولؐ جذبے کی وہ انتہائی کیفیت ہے جس سے گزر کر آدمی کندن بن جاتا ہے محبتیں تو آدمی کا سرمایہ ہوتی ہیں بشرطیکہ خلوصِ دل سے کی جائیں۔

اسمٰعیل انیس صاحب کی نعتوں کا مجموعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے گہرے جذبے کا آئینہ ہے۔ یہ نعتیں خلوصِ دل سے لکھی گئی ہیں اور دل میں اُتر جانے کی شدید کیفیت رکھتی ہیں۔ ان کی نعتوں کو پڑھکر کہیں کہیں بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اسمٰعیل انیس صاحب کے نعتوں کے مجموعے "چراغِ عالمین" کی علمی حلقوں میں بہت پذیرائی ہوگی۔

حسین بانو

نقشِ اوّل

چراغِ عالمین اِک نقشِ اوّل مہرِ تابندہ
نگاہ و دِل کے آئینوں میں ہے جس کی درخشانی
ہے روشن شمعِ اعجازِ محمدؐ مصطفٰےؐ لائقؔ
نمایاں مدحتِ خیر الاُمم کی ہے یہ تابانی

ہے یہ مجموعۂ نعتِ نبیؐ سرمایۂ ایماں
متاعِ دل، متاعِ جاں محبت ہو گئی جس کی
ملی بابا کو عظمت، روشنی اِک مِل گئی لائقؔ
ادب میں اِک اضافہ اور اشاعت ہو گئی جسکی

لائق علی لائقؔ

قطعاتِ تاریخ

گلستانِ رسالت میں جو تھی پہلے وُہی اب ہے
لئے ہے اپنے دامن میں جو اِک مہکار یہ عنواں
کہو پھر مصرعِ تاریخ روشن شمعِ عظمت ہے
وصیؔ اِک آن آئی اب ہوا ضوبار یہ عنواں

۱۴۰۵ ہجری

ثنائے مصطفےٰ کے ہر ورق پر پھول مہکے ہیں
یہ احسانِ خدائے دو جہاں ہے فکر ہے نازاں
وصیؔ اِس مصرعِ تاریخ سے بھی بات روشن ہے
"چراغِ عالمین" اب ہو گیا ہے اک مہر تاباں

۱۹۸۵ء

وصیؔ تیموری

"چراغِ عالمیں"

انعامِ کردگار انیسؔ آپ کو ملا
آئینۂ وقار انیسؔ آپ کو ملا
سرکارِ دوجہاں کی نگاہِ کرم سے آج
اک گلشنِ بہار انیسؔ آپ کو ملا

اعزاز ہے عطائے رسولِ انام ہے
یہ نقشِ اوّلین بھی تو نقشِ دوام ہے
تنویرِ حمد و نعت سے ہے آگہی نظیرؔ
یہ آفتابِ صبح ہے مہتابِ شام ہے

سیّد نظیر علی نظیرؔ رامپوری

چراغِ عالمیں

حرف مہرِ ضو فشاں ہیں لفظ ہیں صبحِ دوام
مظہرِ شانِ کرم ہے یہ "چراغِ عالمیں"
آپ نے پایا ہے اک اعزاز اسمٰعیل انیس
بخششِ خیرُ الاُمم ہے "یہ چراغِ عالمیں"

ہے چراغِ عالمیں فکر و نظر کا انتخاب
ہر ورق پر ضو فگن ہے مدحتِ خیرالانامؐ
ہے دعا مقبول ہو گوہر "چراغِ عالمیں"
شعر و فن کے چرخ پر روشن ہو یہ ماہِ تمام

گوہر رضوی

"چراغِ عالمین"

کتابِ نعت لکھی یا "چراغِ عالمین" لکھی
انیسِ باوفا نے خوب نعتِ دلنشیں لکھی

بیاں کی حمد پہلے سرخوشی میں ربِ تعالیٰ کی
تو پھر نوکِ قلم نے آپؐ کی تفسیرِ دیں لکھی

نبیؐ کی نعت لکھنے میں ہزاروں اشک شامل ہیں
درِ اقدس پہ سر رکھا تو نعتِ آفریں لکھی

یہ تفسیرِ وفا بھی ہے یہ تعمیرِ حیا بھی ہے
حدیثِ نغمۂ دوراں کی جولانی نہیں لکھی

انیسِ حق نوا نے نعت ہی سے مرتبہ پایا
خدا نے نعت خود دیکھو سرِ عرشِ بریں لکھی

ہے موتی بے بہا ہر لفظ خالد نعتِ احمدؐ کا
پڑھی نعتِ نبیؐ جن نے وہی بولا حسیں لکھی

خالد اطہر
ایڈوکیٹ

۴۸

محمد مصطفےٰؐ تشریف لاتے تو صدا گونجی
چراغِ عالمینؐ سے دونوں عالم ہو گئے روشن

یہ نعت کا صرف ایک ہی شعر ہے جو پچاس برس ہوتے جب ہوا تھا جس کو میں اپنی شاعری کا آغاز سمجھتا ہوں اِسی بنیاد پر فصیلِ احساسات برقرار ہے۔ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ شعر میرے دل و دماغ میں اپنی خوشبو بکھیرتا رہے گا۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کا اکرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعام سمجھتا ہوں میری آرزو تھی کہ میں جب مجموعۂ حمد و نعت شائع کروں تو بیاضِ حمد و نعت کا نام تاریخی ہو اسی جستجو میں تھا کہ مندرجہ بالا شعر زبان پہ آ گیا۔ دوسرے مصرع میں "چراغِ عالمین" کا ٹکڑا تاریخی محسوس ہوا جب حساب کیا تو "چراغِ عالمین" کے ۱۴۰۵ ہجری بنے۔ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس نام کو مجموعۂ حمد و نعت کے لئے منتخب کر لیا اور یہی نام "چراغِ عالمین" کی تکمیل کا سبب ہوا۔

کچھ ماہ پہلے میرے کرم فرما ریٹائرڈ میجر محمد اسحاق ارشد، سیّد مظفر احمد ضیاء، محمد اقبال راجہ، عبدالرزاق منصوری، الحاج محمد محسن، شہناز نور، ملکہ حنا، مشتاق چغتائی، احمد عادل، وصی تیموری، سمیع خان، گوہر رضوی نے کہا کہ اب تو آپ کا مجموعۂ کلام ضرور آنا چاہیئے۔ جب مجموعۂ کلام کی اشاعت کا علم محترم حاجی محمد شفیع صاحب کو ہوا تو بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اسمٰعیل انیس صاحب آپ کا پہلا مجموعہ حمد و نعت کا آنا چاہیئے میرے لئے حاجی صاحب کا یہ مشورہ اِس لئے بھی مفید تھا کہ ثنائے باری تعالیٰ اور مدحتِ رسولؐ عبادت بھی تو ہے۔ حاجی محمد شفیع صاحب کے ارشاد کے مطابق مجموعہ "چراغِ عالمینؐ" پہلی قسط کے طور پر پیش کر رہا ہوں۔ مجموعۂ حمد و نعت کے شائع کرنے کا وعدہ تو حاجی صاحب سے کر چکا تھا مگر سرمایۂ حمد و نعت برائے نام بھی تو نہ تھا۔ اس بے سروسامانی پر آنکھ میں آنسو بھر آتے۔ میں نے خالی ہاتھ بارگاہِ رب العالمین میں دراز کر دیئے۔ میری دُعائیں مستجاب ہو گئیں اور چند ماہ میں ہی مجموعۂ حمد و نعت "چراغِ عالمین" مکمّل ہو گیا۔ میں اُن کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی آراء سے نوازا۔ ساتھ ہی جناب آذر زیدی کا ممنون ہوں کہ آپ نے اپنے کمالِ فن سے سرورق کو تابناک بنا دیا۔ محترم فضل الرحمٰن صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ جس تیزی سے میں نے شعر کہے اُسی رفتار سے اُنہوں نے "چراغِ عالمینؐ" کو زیورِ کتابت سے آراستہ کر دیا۔ یہاں میرا بیٹے برخوردار شہزاد اختر کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اُنہوں نے پروف ریڈنگ کی ذمّہ داری قبول کر کے میرے لئے آسانیاں فراہم کر دیں۔

میں بارگاہِ ربِّ کائنات میں ملتجی ہوں کہ وہ مجموعۂ حمد و نعت "چراغِ عالمین" کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

اسمٰعیل انیس

لا الٰہ الا اللہ

محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

١٣٩٠ھ
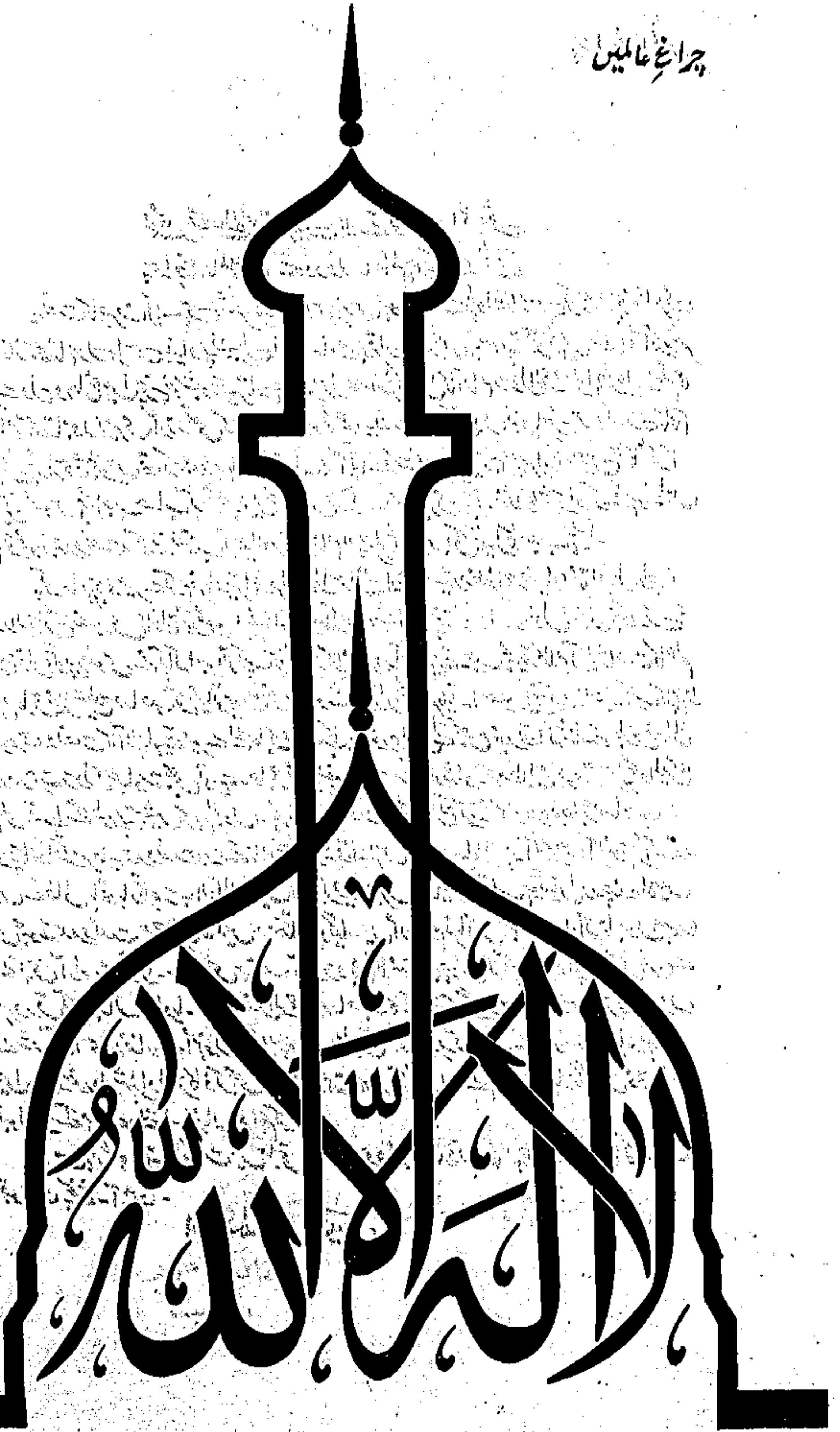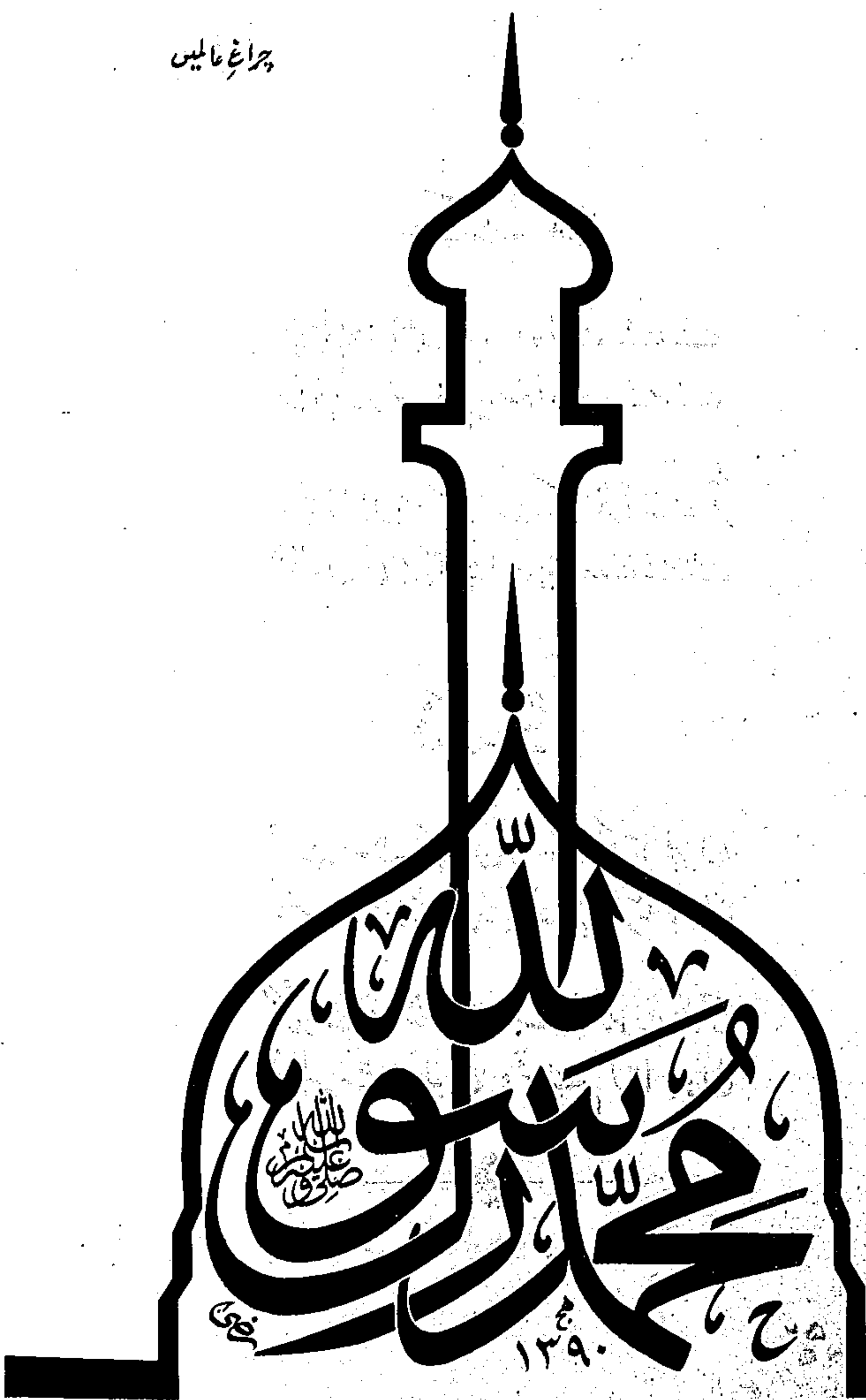
حمد

بے علم ہوں میں علم کی دولت دے دے
خلاقِ دوعالم یہ سعادت دے دے

آئینے میں حرفوں کے نظر آئے تو
لفظوں کی ہو پہچان یہ عظمت دے دے

نعت

نعتِ شہِ کونین رقم کرتا ہوں
بکھرے ہوئے جذبات بہم کرتا ہوں

گلدستۂ اشعار سجاتا ہوں انیسؔ
تعظیمِ شہِ لوح و قلم کرتا ہوں

اِلٰہ العالمین

ادا ہو شکر کیسے مالکِ دنیا و دیں تیرا
کہ اک انعام ہے یارب "چراغِ عالمیں" تیرا

نہیں ثانی کوئی تیرا کوئی ہمسر نہیں تیرا
ہر اک ذرّہ ثنا خواں ہے اِلٰہ العالمیں تیرا

فضا خاموش گہری رات ساکت نبض تاروں کی
ہے تیرے ذکر سے بیدار اک خلوت نشیں تیرا

تجھے دیکھا نہیں تو سامنے آیا نہیں لیکن
ہر اک دھڑکن میں تو ہے ہر نفس کو ہے یقیں تیرا

مرے بس میں نہیں کچھ بھی ترے بس میں دو عالم ہیں
حدودِ عقل میں آیا بھی ہے پرتو کہیں تیرا

تھی کل بھی تیرے جلوؤں کی درخشانی سے تابندہ
لئے ہے آج بھی اک سجدۂ عظمت جبیں تیرا

اسی کے واسطے سے پھول کھلتے ہیں دعاؤں کے
ہوا ہے اسمِ اعظم نام ربُّ العالمیں تیرا

بڑھا جب سرحدِ جاں سے کچھ آگے شوقِ بے پایاں
ہوا محسوس پایا ہے نشاں دل کے قریں تیرا

جہاں بھی جس نے چاہا دیکھنا دیکھا وہیں تجھ کو
پسند آیا زمانے کو یہ اندازِ حسیں تیرا

ثبوتِ کبریائی بولتے حرفوں سے ملتا ہے
تری عظمت پہ تابندہ ہے قرآنِ مبیں تیرا

انیسؔ اُس وقت ہوتا ہے نزولِ رحمتِ باری
درودِ مصطفےٰ پڑھتا ہے جب قلبِ حزیں تیرا

جَلَّ جَلَالُہٗ

ہے شرحِ حمدِ خدا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
قلم نے پہلے لکھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

تجلّیوں کے سمندر نے کھول دیں آنکھیں
جمالِ عرش ہوا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

تمام حمد اُسی لم یزل کے نام لکھو
زباں نے وِرد کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جو حرف بھی ہے وہ یکتا بھی لازوال بھی ہے
گلاب جیسا کھِلا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

نگاہ و دل کی حدوں میں پھر آسکا نہ کوئی
جب انتخاب کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

جہاں جہاں بھی چلی سرکشانِ دہر کی بات
ادب سے دل نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

شباب دن کا ڈھلے رات کی ہو عُمر تمام
رہے گا یوں ہی سدا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

رہا نہ دل سے نظر تک جو فاصلہ کوئی
اُبھر کے آنے لگا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

انیسؔ شوقِ طلب نے اُٹھا دیئے پردے
حریمِ ناز میں تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ربِّ کائنات

پروردگار مجھ کو شعورِ حیات دے
لُطف و کرم کی اپنے مجھے کائنات دے

دل کی طرح تجھے مری آنکھیں بھی دیکھ لیں
بیداریٔ شعور دے احساسِ ذات دے

ظلمت کدوں کو تو نے عطا کی ہے روشنی
راہوں کے پیچ و خم سے مجھے بھی نجات دے

جو حاصلِ حیات ہے جو شمعِ زندگی
وہ چاندنی وہ جلوہ گہہ التفات دے

مہتاب دے تو انجمنِ روح کو خدا
مدّھم جو شمعِ زیست ہے اس کو ثبات دے

تاریخ چُپ ہے آنکھ سے اوجھل ہیں ماہتاب
میں جھل بنیں ہوں روشنیٔ واقعات دے

تابانیوں میں جن کی سفر ہو مرا تمام
ایسا بھی اک چراغِ رہِ مشکلات دے

جلووں سے تیرے قلب نظر جگمگا اُٹھیں
ایسا بھی دن ملے کوئی ایسی بھی رات دے

ہر شخص کہہ رہا ہے کہ گمنام ہے انیس
ذرّے کو آفتاب بنا دے صفات دے

خدا ہے

تیرا ثانی نہیں ہے تو خدا ہے
تو ربّ العالمین ہے تو خدا ہے

امینوں کا امیں ہے تو خدا ہے
یہ سب تیری زمیں ہے تو خدا ہے

یہ احساسِ حسیں ہے تو خدا ہے
رگِ جاں سے قریں ہے تو خدا ہے

یہ کہتی ہے فضائے ہر دو عالم
سرِ عرشِ بریں ہے تو خدا ہے

نہیں ہے بعد تیرے اور کوئی
جمالِ اوّلیں ہے تو خدا ہے

تجھے دیکھا نہیں آنکھوں نے اب تک
مگر پھر بھی یقیں ہے تو خدا ہے

ہر اک دل کی صدا سنتا ہے بیشک
محبّت کا نگیں ہے تو خدا ہے

نہیں ہے کوئی اِک تیرا ٹھکانہ
جہاں بھی ہے کہیں ہے تو خدا ہے

ترے ہی نام کے سجدے ہیں اب تک
ابھی تک خم جبیں ہے تو خدا ہے

محمدؐ ہے جو ہے محبوب تیرا
وہ ختم المرسلیں ہے تو خدا ہے

انیسؔ باوفا کو ہے یہ تسلیم
ترا ہی خلدِ بریں ہے تو خدا ہے

مَالِکُ المُلک ﷻ

خالقِ ارض و سما لوح و قلم تیرے ہیں
دونوں عالم ہیں ترے دیر و حرم تیرے ہیں

آسماں تیرے ہیں گلہائے ارم تیرے ہیں
گلستاں ذاتِ مقدّس کی قسم تیرے ہیں

تیری بخشش کا بھی حق ہم سے ادا ہو نہ سکا
یہ کہیں بھی تو کہیں کیسے کہ ہم تیرے ہیں

کوئی آہٹ تو سنائی نہیں دیتی ان میں
پھر ستاروں پہ گماں کیوں ہے قدم تیرے ہیں

تیری یکتائی تیری عظمت واجلال ہیں ہے
دَرِقِ جاں ترے ابوابِ کرم تیرے ہیں

تو ہے معبود نہیں کوئی نہیں تیرا شریک
مَالِکُ المُلک ہے تو جاہ وحشم تیرے ہیں

دُھوپ بھی تابعِ فرماں ہے تو سائے ہیں غلام
موج وطوفاں ہیں ترے ساحل و یم تیرے ہیں

تیری یادوں کے تہجّد میں جلائے ہیں چراغ
چاکِ داماں ہیں ترے دیدۂ نم تیرے ہیں

تو نے نابینا خیالوں کو جِلا بخشی ہے
تیرا اِحسان ہے ممنونِ کرم تیرے ہیں

بحرِ بے پایاں اگر تو ہے تو قطرہ ہے انیسؔ
غرقِ حیرت ہے کہ اوصاف رقم تیرے ہیں

داتا

مالک ہے مختار ہے داتا
سب کا پالن ہار ہے داتا

سب پرجا تیری پرجا ہے
سب تیرا سنسار ہے داتا

میں بندہ تیرا بندہ ہوں
مجھ کو یہ اقرار ہے داتا

کیسے تیرے در پر آؤں
رستے میں دیوار ہے داتا

تو میرا ہے تو میرا ہے
یہ میرا اقرار ہے داتا

دُنیا دُنیا گلشن گلشن
تیری ہی مہکار ہے داتا

ہر لمحہ تو جاگ رہا ہے
ہر لمحہ بیدار ہے داتا

نورانی ہے جس کی صورت
وہ تیری سرکار ہے داتا

مُشکل میں ہے اَب یہ دل بھی
لب پر جو ہر بار ہے داتا

تیری عظمت کا ہوں قائل
کب تجھ سے اِنکار ہے داتا

تیرے در پر آیا انیسؔ اَب
طالب ہے نادار ہے داتا

العظیم

جو خدا کی یاد سے دور ہو مجھے وہ جہاں نہیں چاہیئے
جو اماں خدا کی اماں نہ ہو مجھے وہ اماں نہیں چاہیئے

یہ سنا رہے میری طلب نہیں مہ ضوفشاں نہیں چاہیئے
میں تلاشِ عرشِ بریں میں ہوں مجھے آسماں نہیں چاہیئے

ہو کبھی جو حمدِ خدا رقم تو ہزار سجدے کرے قلم
یہ حقیقت ایک گماں ہے تو مجھے یہ گماں نہیں چاہیئے

تو رحیم بھی تو کریم بھی تو بصیر بھی تو قدیر بھی
تو ہے مہربانوں کا مہرباں کوئی مہرباں نہیں چاہیئے

مرے ہمسفر نہیں راستے مری ہمنوا نہیں منزلیں
مرے ساتھ میرا خدا تو ہے مجھے کارواں نہیں چاہیئے

تو ہی مالکِ ارض و سما کا ہے تری دسترس میں ہیں دو جہاں
یہ ہے فیصلہ کہ مرے ترے کوئی درمیاں نہیں چاہیئے

تری بندگی کا سوال ہے کہ مری انا کا ہے یہ سوال
ترے آستاں کے سوا مجھے کوئی آستاں نہیں چاہیئے

تو ہی ابتدا تو ہی انتہا ترا ذکر زیست کا آسرا
جو نہ شکر تیرا کرے ادا مجھے وہ زباں نہیں چاہیئے

تری آرزو تری جستجو ہے مری نگاہ میں تو ہی تو
کسی پھول سے نہیں واسطہ مجھے گلستاں نہیں چاہیئے

تو نقاب رخ سے الٹ بھی دے مری الجھنوں کو مٹا بھی دے
تجھے جب بھی چاہوں میں دیکھ لوں کوئی درمیاں نہیں چاہیئے

تو انیسؔ کا بھی ہے آسرا نہیں تجھ سا اور کوئی دوسرا
مجھے تیرا ذکر عزیز ہے کوئی داستاں نہیں چاہیئے

مالکِ حیات

اے ربِّ کائنات بڑی دیر ہو گئی
اک چشمِ التفات بڑی دیر ہو گئی

محروم یک نگاہِ کرم نقشِ پُر الم
ہاں مالکِ حیات بڑی دیر ہو گئی

عرشِ بریں سے جب تھا دُعاؤں کا رابطہ
آئی تھی لب پہ بات بڑی دیر ہو گئی

ہر شے ہے تیرا حُسنِ قدامت لئے ہوئے
لیکن ہو شرحِ ذات بڑی دیر ہو گئی

ہر لمحہ اِک حبابؔ کی صورت ہے آج تک
ہے زیست بے ثبات بڑی دیر ہو گئی

اِک گوشۂ نقاب اُٹھایا تھا طور پہ
جانِ تجلّیات بڑی دیر ہو گئی

دن بھی ہے ظلمتوں کی لپیٹے ہوئے ردا
ہے آس پاس رات بڑی دیر ہو گئی

حاصل نہیں ہے ایک بھی لمحہ حیات کا
ہے مضطرب حیات بڑی دیر ہو گئی

یہ اور بات ہے کہ ہے تو مائلِ کرم
ہیں ساتھ مشکلات بڑی دیر ہو گئی

رہتا تھا ساتھ ساتھ ہجومِ التجاؤں کا
تازہ ہیں واقعات بڑی دیر ہو گئی

اُس کے کرم نے بخش دیا ہے مجھے انیسؔ
پروانۂ نجات بڑی دیر ہو گئی

ربُّ العٰلمیںؐ

مدحتِ خالقِ کونین رقم ہو کیسے
ساحلِ فکر کو اندازۂ یم ہو کیسے

وہ گھنا پیڑ ہے شاخیں ہیں ثمر بار اُس کی
وہ خدا ہے کوئی محرومِ کرم ہو کیسے

ڈوب جاتا ہے اُبھرتا ہے اسی آس پہ چاند
شرطِ اوّل ہے سفر جُستجو کم ہو کیسے

حمدِ معبود میں آہستہ روی ہے لازم
توڑ دے حدِّ ادب تیز قلم ہو کیسے

جانتے ہیں کہ نہیں کوئی نہیں اُس کا شریک
سر مگر فتنۂ الحاد کا خم ہو کیسے

جس کی قسمت میں ہے وحدت کے گلستاں کی مہک
اُس کے دامن میں کوئی آتشِ غم ہو کیسے

وہ حجابات میں پہلے بھی تھا اور آج بھی ہے
ختم یہ کشمکشِ دیر و حرم ہو کیسے

جب ہوا تیز ہو جذبات بھڑک اُٹھتے ہیں
اس کی چاہت دلِ بیتاب سے کم ہو کیسے

جب وہ پیمائشِ ادراک سے بالا ہے انیس
سرحدِ عقل میں وہ جانِ ارم ہو کیسے

اللہ

ہو کرم کی نگاہ یا اللہ
تو ہے عالم پناہ یا اللہ

ہے پرستار تیری اک دنیا
سب کو ہے تیری چاہ یا اللہ

دو جہاں میں ہے تیری سلطانی
تو ہے وہ پادشاہ یا اللہ

یہ شکایت نہیں محبّت ہے
آ گئی لب پہ آہ یا اللہ

عرش پر ہو تو لاج رکھ لیجو
اُٹھ گئی ہے نِگاہ یا اللہ

میری تسکینِ بندگی کے لئے
ہے تری بارگاہ یا اللہ

گھر گیا ہوں میں بے پناہوں میں
ہو عنایت، پناہ یا اللہ

زہر ہے میرے واسطے یہ جہاں
کِس طرح ہو نباہ یا اللہ

توڑ دے اس مری اَنا کا طِلسم
خود پہ ہے اِشتباہ یا اللہ

تیرے قرآں کو چھوڑ کر تجھ کو
ہو نہ جاؤں تباہ یا اللہ

آ گئی لب پہ اِلتجائے انیسؔ
بخش دے مہر و ماہ یا اللہ
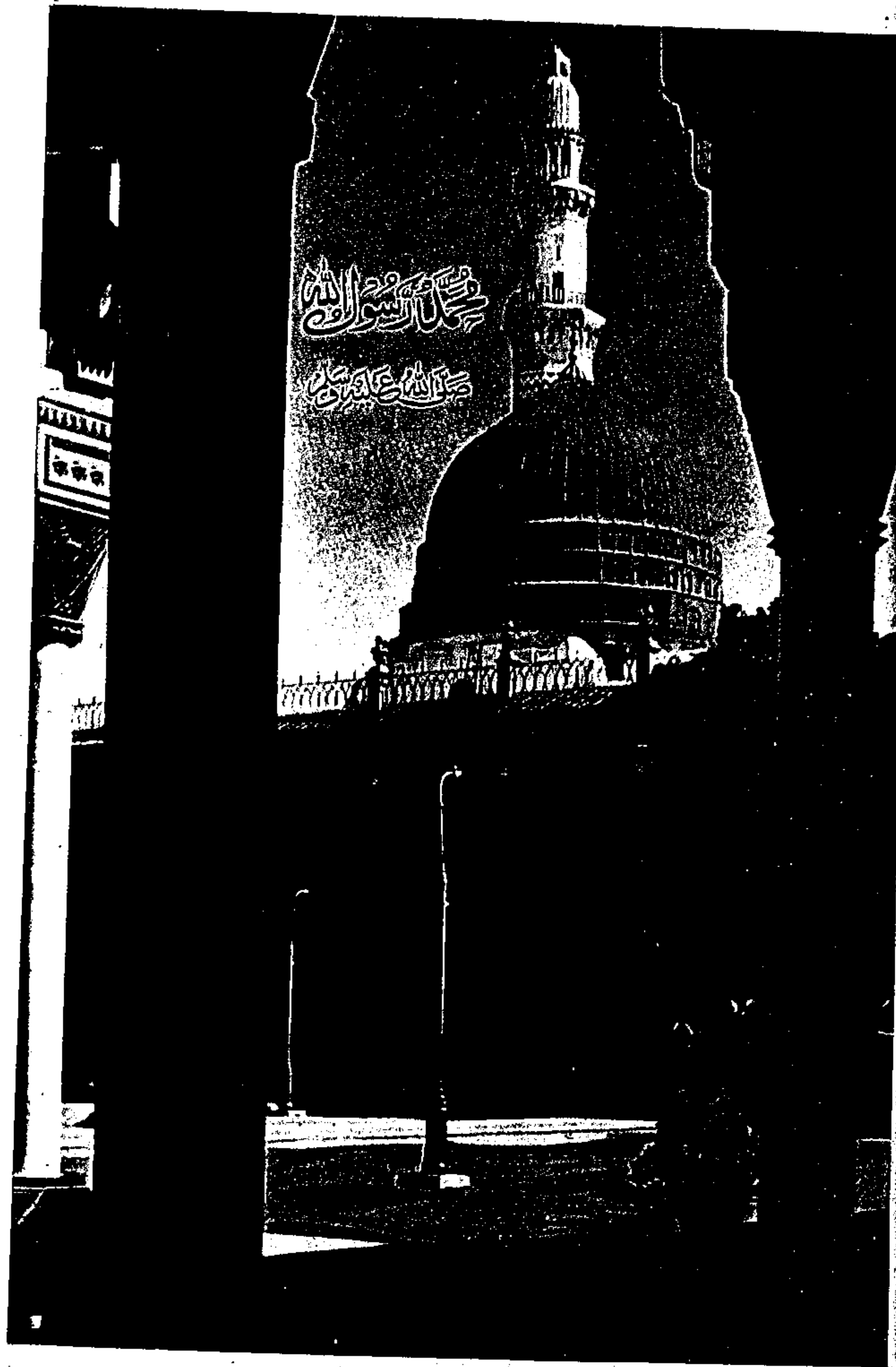
محمد رسول الله
صلى الله عليه وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
درود شریف
اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

یہ جو گلہائے نعت مہکے ہیں

یہ ہیں انعامِ سیّدِ ابرار

حرف پڑھنے لگے دُرود و سلام

آ گئے یاد احمدِ مختار

شہِ کون و مکاں امداد فرما
امینِ دو جہاں امداد فرما

شفیعِ عاصیاں امداد فرما
انیسِ بیکساں امداد فرما

نہاں ہیں منزلیں گم قافلے ہیں
امیرِ کارواں امداد فرما

دلوں سے نفرتوں کو دور کر دے
عنایت کر اماں امداد فرما

نہیں برداشت اب ہجرِ مدینہ
لبوں پر ہے فغاں امداد فرما

تڑپتی بجلیوں کی سازشیں ہیں
ہے زد میں آشیاں امداد فرما

بدن سورج کی گرمی سے نہ جل جائے
عطا کر سائباں امداد فرما

زمیں سے عرش تک جلوے ہیں تیرے
اے نقشِ جاوداں امداد فرما

تو ہی تو رحمۃ للعالمین ہے
تو ہی ہے مہرباں امداد فرما

چراغِ بزم مدھم ہو نہ جائے
ہے وقتِ امتحاں امداد فرما

انیسؔ آئینہ حیرت بنا ہے
ہوئی ساکت زباں امداد فرما

ایک طرف اوصافِ محمدؐ ایک طرف آیات لکھوں
نور قلم ہو نور ہو کاغذ نور کی ہو برسات لکھوں

صلِّ علیٰ کا وِرد کروں میں اپنے دل کی بات لکھوں
مجھ کو اگر جبریلؑ قلم دیں ایک نہیں دس نعت لکھوں

ذہن کی وُسعت وُسعت کیا ہے ہر بگریباں عقل بھی ہے
لفظ اگر الہام نہ ہوں تو کیسے کمالِ ذات لکھوں

آپؐ امین وصادق بھی اور آپؐ حبیبِ خالق بھی
آپؐ کی چشمِ عنایت ہو تو دِل کے احساسات لکھوں

دِل کی آنکھ بھی روشن ہو آنکھوں کو ملے بینائی حضُور
اور کوئی جب نام نہ پاؤں نعت کو میں سوغات لکھوں

ذاتِ معظّم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلّم
نامِ شہِ لولاک لکھوں میں چشمِ کرم کی بات لکھوں

نور سے ہوں معمور فضائیں دونوں جہاں آنکھوں میں سمائیں
لب پہ درود و ثنا ہو آقا آپ کے احسانات لکھوں

لوح و قلم کی پیشانی پر نام محمدؐ لکھا ہے
میں ہوں قطرہ وہ ہیں سمندر کیسے میں دل کی بات لکھوں

محفلِ پُر انوار تھی وہ تاریخ کا اِک شہکار تھی وہ
تحریر میں آجائے تو لکھوں پہنچا تھا کہاں میں رات لکھوں

کیسے لکھوں عاداتِ محمدؐ نورِ سراپا نورِ احمدؐ
بارشِ نور ہو جن میں پیہم کیسے وہ لمحات لکھوں

کتنی اُمیدوں کی دنیا ہے یادِ شہِ کونین انیس
آرزوئیں بن جائیں سمندر دل کے اگر جذبات لکھوں

خیمے تھے ظلمتوں کے دل آماجگاہ تھا
ہٹ کر اصولِ راہِ نبیؐ سے تباہ تھا

میں بے نیازِ ہوش و خرد گردِ راہ تھا
محرومِ لُطفِ سرورِ عالم پناہ تھا

گردِ تحیرات میں لپٹی تھی زندگی
اوہام کی گرفت میں ذوقِ نگاہ تھا

تکمیلِ آرزو میں بھٹکتی رہی حیات
جو مقصدِ حیات بھی تھا صرفِ آہ تھا

دنیا سے اعتبار پہ کیا ہوتی دسترس
میں اپنی ہی نگاہ میں خود اشتباہ تھا

ملتی نہ تھی پناہ کسی بھی دیار میں
اِک عکس تھا کہ جس کی وفا سے نباہ تھا

فریاد اے رسولِ خدا نورِ دو جہاں
ہر سمت میرے ایک جہانِ سیاہ تھا

اک عمر میں رہا تھا اندھیرے مکان میں
ہمسائے کے مکان کا اُجالا گواہ تھا

جس نے نکھار دی مہرِ تاباں کی روشنی
وہ اِک خیال تھا جو مدینے کی چاہ تھا

اِک دن اُٹھے گی چہرۂ پُرنور سے نقاب
اس ایک آس پر ہی چراغِ نگاہ تھا

یہ معجزہ تھا سرورِ کونین کا انیس
میری بیاضِ نعت کا ہر شعر ماہ تھا

آج میں نعتِ رسولؐ
لکھ رہا ہوں پھول پھول

ہے دُعائے دل قبول
زندگی کے ہیں اُصول

لب پہ ہے پیہم دُرود
رحمتوں کا ہے نزُول

بن گئی مہرِ حیات
آپؐ کے قدموں کی دُھول

ہے یہی ایماں کی بات
اِک خدا ہے اِک رسولؐ

آسماں کو چھُولیں حرف
نعت کچھ اتنی ہو طُول

چاہتوں کا بھی ہے فرق
یوں تو ہیں سب کے رسولؐ

مُصطفےٰ کا سُن کے نام
عِطر برسائیں ببُول

در گزر کردیں حضُورؐ
ہم سے گر ہو جائے بھُول

ذکرِ احمد ہے ثواب
یاد ہے قولِ بتُولؓ

ساتھ ہے ان کا انیسؔ
زندگی ہو کیوں ملُول

لائے تشریف احمدِ مختار
چھٹ گئی ظلمتِ جہاں اِک بار

صبحِ بارہ ربیع الاوّل کو
جب ہوئی آمدِ شہِ ابرار

نور ہی نور ہو گئی دُنیا
ہو گئے پُروقار لیل و نہار

چہرۂ کائنات پر ہے چمک
اِک نئی روشنی ہوئی بیدار

منتظر جس کے انبیا بھی تھے
ضوفگن ہے وہ ذاتِ پُر انوار

ہے وُہی صُبح نور آج کی صُبح
شانِ کون و مکاں ہے جس کا وقار

دونوں عالم ہیں تابعِ فرمان
ہے ولادت حضورؐ کی شہکار

منحصر گلشنِ عرب پہ ہے کیا
ہر گلستاں میں آگئی ہے بہار

بُت کدے میں بھی خاک اُڑنے لگی
اب وہ موسم کہاں خزاں آثار

خاکِ پائے نبیؐ کا ہے اعجاز
ذرّے ذرّے پہ آگیا ہے نکھار

دل میں یادِ شہِ اُمم ہے انیسؔ
میرا ایماں ہے مدحتِ سرکار

التفاتِ نبیؐ مستقل چاہیئے
اَب تو یہ روشنی مستقل چاہیئے

جا رہی ہے مدینے تو کہنا صبا
رہبری آپؐ کی مستقل چاہیئے

ہے یہ بنیادِ ایماں بھی پہچان بھی
یادِ پیغمبری مستقل چاہیئے

غیرتِ عشقِ احمدؐ پہ آئے نہ آنچ
آرزو ئے خودی مستقل چاہیئے

خوشبوئیں گیسوئے مُصطفٰے کی رہیں
پھول کو تازگی مستقل چاہیئے

ضو فگن ہے جہاں نورِ خیرالانام
سامنے وہ گلی مستقل چاہیئے

قربتِ سرورِ دو جہاں ہو نصیب
جذبہ آگہی مستقل چاہیئے

جس کو عنوان معراج کا مل گیا
وہ حسیں رات بھی مستقل چاہیئے

بن گیا تھا جو غارِ حرا کا جمال
ایسا نقشِ جلی مستقل چاہیئے

شعر لکھتا رہوں نعت کہتا رہوں
مجھ کو یہ برتری مستقل چاہیئے

سبز گنبد سے ہے جس کو نسبت انیسؔ
دل میں وہ چاندنی مستقل چاہیئے

اُٹھ گئی جب نقابِ رُخِ مصطفٰے اُسر خرو غیرتِ زندگی ہو گئی
یک بیک دو جہاں جگمگانے لگے تیرگی چھٹ گئی روشنی ہو گئی

حاصلِ گلستانِ سرورِ دو جہاں چُپ تھی صدیوں سے تاریخ کون و مکاں
تھی تو پہلے بھی تحریرِ لوح و قلم آپ کے نام سے اور جلی ہو گئی

آپ تشریف لائے جو خیر الانام گونج اُٹھی صدائے درود و سلام
منزلیں مل گئیں رہبری مل گئی جو کمی تھی وہ پوری کمی ہو گئی

آسماں نے ستارے نچھاور کئے عرش نے پائے اقدس کے بوسے لئے
مرحبا مرحبا کی صدا گونج اُٹھی ضوفگن رات معراج کی ہو گئی

سِدرۃُ المنتہیٰ سے نہ آگے بڑھے جبرئیلِ امیں سوچتے رہ گئے
نورِ احمدؐ سے نورِ اَحد مِل گیا اور ساری فضا برق سی ہو گئی

بس غزل کا تھا شاعر مگر آپؐ نے فکر کو دے دیئے ہیں گہر آپؐ نے
نعت الہام بن کر اُترنے لگی جب توجّہ حضورؐ آپؐ کی ہو گئی

یہ دَرِ احمدِؐ مجتبیٰ تو نہیں یہ دیارِ حبیبِؐ خدا تو نہیں
میں تصوّر میں جانے کہاں آگیا ہوش گُم ہو گئے بیخودی ہو گئی

حالِ دل کیا سُنائیں شہِ بحر و بر آپؐ کو کیا بتائیں شہِ بحر و بر
بے یقینی کی دُنیا مُسلّط ہوئی دل کی دنیا بھی کچھ اور ہی ہو گئی

سبز گُنبد سے آواز دیجے حضورؐ آرزوؤں کے شیشے ہوئے چور چور
آرہے ہوں گے آنے کو ہیں آئیں گے ختم اَب تو یہ اِک آس بھی ہو گئی

سارا قرآن ہے مِدحتِ مُصطفےٰ مرتبہ سَب سے اعلیٰ ہے صَلِّ عَلیٰ
دونوں عالم بنے آپ ہی کے لئے دونوں عالم کو یہ آگہی ہو گئی

میں تھا محوِ ثنا سے رسولِؐ خدا یہ خیال آیا تو کانپ اُٹھّا انبسؔ
نعت کہنے کو میں نے کہی تو مگر کعبؓ و حسّانؓ کی ہمسری ہو گئی

تذکرہ خدا کا ہے بات ہے محمدؐ کی
ذکر انتہا کا ہے بات ہے محمدؐ کی

نورِ آمنہؓ کا ہے بات ہے محمدؐ کی
نقش ابتدا کا ہے بات ہے محمدؐ کی

تھی کہیں دُعا تاثیر آرزو کہیں تفسیر
نام انبیاء کا ہے بات ہے محمدؐ کی

اَب کہاں مقفّل ہیں روشنی کے دروازے
سلسلہ وفا کا ہے بات ہے محمدؐ کی

چہرۂ دو عالم کی ضو فگن ہیں تحریریں
آئینہ حرا کا ہے بات ہے محمدؐ کی

لو چراغِ ارماں کی اور ذرا بڑھا دیجے
سامنا ہوا کا ہے بات ہے محمدؐ کی

آج بھی تسلسل ہے دو جہاں کی نبضوں میں
پاس مصطفےٰ کا ہے بات ہے محمدؐ کی

زندگی کی راہوں میں صورتِ مہِ کامل
قول رہنما کا ہے بات ہے محمدؐ کی

بے سحر ستاروں کو پھول کو بہاروں کو
آسرا سدا کا ہے بات ہے محمدؐ کی

کشتیاں کناروں سے کس طرح رہیں محروم
زور ناخدا کا ہے بات ہے محمدؐ کی

اب انیسؔ پاس اپنے اک یہی تو دولت ہے
عکسِ خاکِ پا کا ہے بات ہے محمدؐ کی

فدائے روضۂ اطہر ہیں دو جہاں کے چراغ
زمیں کے پھول بھی لگتے ہیں آسماں کے چراغ

فرشتے لائے ہیں انوارِ بے کراں کے چراغ
گمانِ اہلِ جہاں تھا ہیں لامکاں کے چراغ

گئے بھی آ بھی گئے جا کے قافلے والے
جلا کے رہ گئے ہم لذّتِ فغاں کے چراغ

بلند ہوتی گئیں منزلیں رِسالت کی
دُر و دیر ڈھلنے لگے خود ہی امتحاں کے چراغ

یہ معجزہ تھا کہ شانِ رسولِؐ اکرم تھی
نقوشِ پا سے فروزاں تھے کہکشاں کے چراغ

بدن زمیں نے بھی پہنا تھا عرشِ اعظم کا
فرشتے محوِ تحیّر تھے ہیں کہاں کے چراغ

ہوا بلند کمالِ محمدِؐ عربی
دہانِ سنگ میں بھی رکھ دیئے زباں کے چراغ

نہ آپ آتے نہ تزئینِ گلستاں ہوتی
نہ ہوتے فخرِ دوعالم کبھی یہاں کے چراغ

وہ معجزہ جو ابھی تک ہے مہر کی مانند
جلے تھے چاند میں انگشتِ ضوفشاں کے چراغ

ابھی بدن کی حرارت تھی گرم بستر تھا
تھے ضوفگن شبِ معراج قلب و جاں کے چراغ

ہمیں بھی مل گئے حسّانؓ مصطفےٰؐ کی طرح
انیسؔ مدحتِ سرکارِ دوجہاں کے چراغ

خدا، کتاب، سحر، آفتاب رکھتا ہوں
یہ سب بہ فیضِ رسالت مآب رکھتا ہوں

تصوّراتِ نبیؐ کے گلاب رکھتا ہوں
شگفتہ دل کرمِ بے حساب رکھتا ہوں

ہے آسمان کو اگر اپنے ماہتاب پہ ناز
زمین پر بھی میں اِک ماہتاب رکھتا ہوں

نگاہ کیوں کسی اور میکدے کی سمت اُٹھے
میں دل میں عشقِ نبیؐ کی شراب رکھتا ہوں

مرے رسولؐ سا کوئی نہیں رسولوں میں
میں انتخاب بھی اِک انتخاب رکھتا ہوں

جمالِ سرورِ کونین ہے نگاہ میں آج
جہانِ ذوقِ طلب کامیاب رکھتا ہوں

اندھیرے کیسے مرے راستے میں آئیں گے
میں آفتابِ رسالت مآب رکھتا ہوں

متاعِ ہجرِ محمدؐ ہے زندگی میری
دل و نگاہ کو پُر اضطراب رکھتا ہوں

اُنہی سے مانگ لوں اُن کو اگر وہ آئیں کبھی
یہ آرزو یہ طلب لاجواب رکھتا ہوں

مجھے بھی رحمتِ کونین کا سہارا ہے
میں رحمتوں کے درخشاں سحاب رکھتا ہوں

انیسؔ یہ بھی ہے اعجازِ سرورِ عالم
میں ایک نعت میں پوری کتاب لکھتا ہوں

ہو دیارِ مصطفیٰ میں سُرخرُو اچھی طرح
نعت لکھے تو قلم ہو باوضُو اچھی طرح

تھا شبِ معراج اوجِ جستجُو اچھی طرح
سب کی دیکھا جمالِ رنگ و بُو اچھی طرح

آئنہ تھا آئینے کے رو برُو اچھی طرح
کی محمدؐ نے خُدا سے گفتگُو اچھی طرح

خود نہ تھا سایہ مگر تقسیم سائے کر دیتے
پا گیا ہر دل متاعِ آرزُو اچھی طرح

باعثِ رحمت بنا شانِ رسالت کا نزول
ہے فضائے ہر دو عالم مشک بُو اچھی طرح

آپ صادق ہیں امیں ہیں رحمتِ کونین ہیں
جانتے تھے یہ سمجھتے تھے عدو اچھی طرح

خاک سے نورِ ازل نے کر دیئے سورج طلوع
روشنی کے در کھلے پھر چار سُو اچھی طرح

غار کی تاریکیاں بھی بن گئیں وجہِ سکون
ہوگئی جب آشنا ہر غم سے خُو اچھی طرح

ساقیٔ کون و مکاں نے دور کردی تشنگی
جب ہوئے لبریز رحمت کے سبو اچھی طرح

پیشوائے انبیاء نے شکر کے سجدے کیے
جب اصولِ دین پھیلا کُو بہ کُو اچھی طرح

خوشبوئے نعتِ محمدؐ ہے یہ اسمٰعیل انیسؔ
گلشنِ جاں کو معطر کرلے تُو اچھی طرح

رُخسارِ نعت سے جہاں آنچل سرک گیا
میں راہِ پُلِ صراط سمجھ کر جھجک گیا

ہجرِ نبیؐ میں آنکھ سے آنسو ٹپک گیا
دل محوِ انتظار تھا ساغر چھلک گیا

اوجِ حرا سے مہرِ نبوّت ہوا طلوع
تاریخِ کائنات کا چہرہ دمک گیا

آمد سے مُصطفےٰ کی کِھلے پھُول بے شمار
شاخیں شگفتہ ہو گئیں ہر گُل مہک گیا

وہ نور جب نہ آسکا بزمِ خیال میں
محسوس یہ ہوا کوئی شعلہ لپک گیا

طے کر لئے تھے لمحوں میں صدیوں کے مرحلے
وہ ایک آن میں جو فلک در فلک گیا

دل تھا جمالِ روضۂ اطہر لئے ہوئے
آنکھوں سے رنگِ عشق و محبّت چھلک گیا

نامِ شہِ اَنام بھی ہے ایک معجزہ
ہونٹوں پہ زندگی کے تبسّم لہک گیا

ہے روضۂ حبیب تصوّر میں آجکل
میرے نصیب کا بھی ستارہ چمک گیا

آخر بہلتا یادِ مدینہ سے کب تلک
بالک کی طرح دل کی بھی ہٹ تھی بلک گیا

اِنعامِ مصطفٰے ہے یہ مجموعۂ کلام
میں نے اِنہیں جان لیا تھا میں تھک گیا

ہر نفس نامِ امام الانبیاء لکھتا رہا
اور قلم نعتِ محمد مصطفےٰ لکھتا رہا

ضو فگن ہوتی رہی شانِ رسولِ ہاشمی
میں دُرودِ مجتبےٰ پڑھتا رہا لکھتا رہا

حرفِ تابندہ رہی بن کر کتابِ زندگی
ہر ورق پر دل کے عنوانِ حرا لکھتا رہا

کارِ مشکل تھا جو اک لفظِ ثنا ہوتا رقم
تھا یہ انعامِ حبیبِ کبریا لکھتا رہا

محفلِ کون و مکاں میں روشنی ہوتی رہی
انکشافِ رازِ دل ہوتا رہا لکھتا رہا

مِل گیا دِل کو جہانِ مدحتِ خیرُ الانام
مرحبا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ لکھتا رہا

ذکر تھا سرکارؐ کا دفتر کے دفتر کھل گئے
رہنما تھی سبز گنبد کی ضیا لکھتا رہا

سرحدِ نورِ نبیؐ آنکھوں سے اوجھل ہی رہی
اور مورّخ واقعہ معراج کا لکھتا رہا

مُعجزہ تھا مِل گئی تھی سنگ ریزوں کو زباں
وقت ہر لمحہ نیا اِک واقعہ لکھتا رہا

مُطمئن تھا جو دو عالم کو اُجالے بانٹ کر
ایک مضمونِ اَدَق وہ نقشِ پا لکھتا رہا

مانگتا میں کیوں سخن کی بھیک دُنیا سے امینؔ
رحمتِ کونین کا تھا آسرا لکھتا رہا

سبز گنبد سے اُتر کر بصد انداز آئے
اِس توقّع پہ ہوں شاید کوئی آواز آئے

خم ہوئی پائے محمّد پہ مدینے کی جبیں
آپؐ جو ہجرتِ مکّہ سے سرافراز آئے

ہیں مقاماتِ رسولِؐ عربی کے انداز
کبھی انجام نہ آئے کبھی آغاز آئے

وہ بُراقِ نبوی ہو کہ ہوں جبریلِؑ امیں
چل سکے ساتھ کوئی کیا جو حدِ ناز آئے

نور ہی نور ہے گفتارِ شہِ دیں تسلیم
اور چھن چھن کے اگر شعلۂ آواز آئے

خالقِ ارض و سما کو بھی تھا ارمان بہت
عرش پر ہو کوئی مہماں کوئی ہمراز آئے

فخرِ کونین ہوئی شانِ رسولِ عربی
حرفِ قرآن کے جب صورتِ اعزاز آئے

اس کی رحمت بھی یقیناً ہے فروغِ رحمت
جس کی رحمت کے لئے سلسلۂ راز آئے

منزلیں تھیں سفرِ نور کی آساں تو نہ تھیں
آئے لینے اُسے رفرف جیسے پرواز آئے

آپ صادق بھی امیں بھی صفتِ قرآں بھی
یہ تو ممکن ہی نہیں دل میں کبھی آز آئے

کرمِ سرورِ کونین جو ہو جائے انیس
نعت میں قدسیؓ و حسانؓ کا انداز آئے

اسمِ سرکارِ دوعالم کی جِلا اور سہی
ورقِ نعت پہ اِک نامِ خدا اور سہی

پیشِ محبوبِ اِلٰہ ایک صدا اور سہی
محرمِ راز سے تائیدِ وفا اور سہی

طلبِ روضۂ اطہر ہے بڑی شدّت سے
آ گئے ہیں جو یہاں تک تو ذرا اور سہی

مدحتِ احمدِ مختار ہے دنیا کا چلن
ہم نے سوچا ہے کہ تائیدِ ثنا اور سہی

تھے فدائے شہ کونین دل و جاں سے بلالؓ
جو یہ کہتے تھے محبّت کی سزا اور سہی

بخشدیں اُس نے یہ کہہ کہہ کے بہت سی نعتیں
ایک چاند اور سہی ایک ضیا اور سہی

دونوں عالم کے اُجالے کی یہی ہے ضامن
مِل گئی ہے تو یہ تنویرِ حرا اور سہی

رات کو آپ نے پہنایا اُجالوں کا بدن
نگہِ لُطف و کرم شانِ عطا اور سہی

بات اتنی ہے وہ مِل جائیں تو سب کچھ مِل جائے
ہے دُعا حاصلِ مقصد تو دُعا اور سہی

چُوم لینا مِری جانب سے شہِ دیں کے نشاں
ایک احسان ترا بادِ صبا اور سہی

نعت سچّائی کا ایمان کا مظہر ہے انیسؔ
شرط پابندیٔ تسلیم و رضا اور سہی

پڑھتے ہیں مل کے دَم بدم صلِّ علیٰ محمدٍ
ہوتی ہے بارشِ کرم صلِّ علیٰ محمدٍ

بنتا ہے لفظ لفظ کو حرفوں سے پھوٹتی ہے ضَو
لکھتا ہے برملا قلم صلِّ علیٰ محمدٍ

یادِ رسولِ ہاشمی بنتی ہے شمعِ زندگی
ملتے ہیں رحمتوں کے یَم صلِّ علیٰ محمدٍ

عظمتِ مصطفیٰ ہے یہ رفعتِ مجتبیٰ ہے یہ
لوح و قلم پہ ہے رقم صلِّ علیٰ محمدٍ

عام ہوا جہان میں عرش پہ ایک آن میں
پہنچے رسولِ محترم صلِّ علیٰ محمدٍ

یادِ نبیؐ ہے ابتدا جس کی نہیں ہے انتہا
ہو گئی آستیں بھی نم صلِّ علیٰ محمدٍ

بزمِ تصوّرات میں دِل کے معاملات میں
کر سکے فیصلہ نہ ہم صلِّ علیٰ محمدٍ

لاکھ مدینہ دُور ہے وجہِ قرار نُور ہے
جذبۂ دِل کہاں ہے کم صلِّ علیٰ محمدٍ

منزلیں سہل ہو گئیں ظُلمتیں ساری کھو گئیں
مِل گئے آپؐ کے قدم صلِّ علیٰ محمدٍ

حاصلِ صُبح و شام ہے ذکرِ شہِ انام ہے
پاس ہو کیسے کوئی غم صلِّ علیٰ محمدٍ

زندگی ہے انیسؔ کی روشنی ہے انیسؔ کی
نعتِ امامِ شہِ اُمم صلِّ علیٰ محمدٍ

دِل حضورؐ آپؐ کی مِدحت سے سنور جاتا ہے
آب آجاتی ہے کِردار نکھر جاتا ہے

جب اصولِ شہِ کونین سے ہٹ جاتے ہیں
اور شیرازۂ احساس بکھر جاتا ہے

جی نہیں سکتا جو محرومِ زیارت ہو کر
ہجرِ احمدؐ میں تڑپتا ہے وہ مر جاتا ہے

اتنا ہوتا ہے کہ اِک ہم نہیں ہوتے لیکن
قافلہ رحمتِ عالمؐ کے نگر جاتا ہے

جس طرف ہوتی ہے خورشیدِ رسالت کی ضیا
شمعِ اسلام کا پروانہ اُدھر جاتا ہے

عشقِ صادق بھی ہو اور بات بھی معراج کی ہو
توڑ کر سینۂ افلاک بشر جاتا ہے

نورِ عبداللہ کی آمد سے ہوا یہ ظاہر
صبح ہوتی ہے اندھیروں کا بھنور جاتا ہے

خاک ہو جاتا ہے طیبہ کی گلی میں جاکر
ٹوٹتا ہے تو اُدھر نجمِ سحر جاتا ہے

اصل میں ہے وہی محبوب و محب کی منزل
نور کی حد میں فرشتہ جو ٹھہر جاتا ہے

جذبۂ عشق و محبّت ہو تو اسمِ احمدؐ
صورتِ ابرِ کرم دِل میں اُتر جاتا ہے

شب کی تنہائی میں کیا جانے کدھر اُن کا انیسؔ
نعت پڑھتا ہوا با دیدۂ تر جاتا ہے

حفاظت میں خدا نے عظمتِ کون و مکاں رکھدی
محمد مصطفےٰ کے نام بنیادِ جہاں رکھدی

مرتّب کر کے نورِ اوّلیں کی داستاں رکھدی
جب اُس نے وادئ سینا میں روحِ جاوداں رکھدی

حضور نعت جب میں نے متاعِ قلب و جاں رکھدی
مرے حصّے میں اُس نے رحمتِ کون و مکاں رکھدی

ٹھہرتی ایک مرکز پر کہاں تابانیِ احمد
کہیں خوشبو کہیں تجلی کہیں موجِ رواں رکھدی

رسُولِ محترم کو اک زمیں کم تھی اِسی باعِث
جو سُورج کی زمیں تھی وہ بھی زیرِ آسماں رکھدی

وہ سچّائی کا پیغمبر امینِ وقت کہلایا
دہانِ جہل میں جس نے صداقت کی زباں رکھدی

شبِ معراج تھا یہ اہتمامِ خاص ہر جانب
ستارے تو ستارے راستے میں کہکشاں رکھدی

صدائے مرحبا آئی سلام آئے بہاروں کے
قلم کر کے سرِ گلشن جو انگشتِ خزاں رکھدی

عطا کی تھی جو سرکارِ دوعالم نے محبّت سے
نہ جانے ہم نے وہ اخلاص کی دولت کہاں رکھدی

وہ نورِ اوّلیں جو آمنہؓ کے گھر ہوا روشن
اُسی اِک نور سے تنویرِ بزمِ دوجہاں رکھدی

اُصولِ خاص جو ایجاد فرمائے محمّدؐ نے
اُنھیں مضبوط بُنیادوں پہ شاخِ آشیاں رکھدی

کوئی آندھی بھی اُس کو چھو نہیں سکتی قیامت تک
اُٹھا کر اتنی اونچی اُس نے دیوارِ اذاں رکھدی

یہ دیکھا سب نے اک خیر البشرؐ آیا زمانے میں
اچانک توڑ کر جس نے اندھیروں کی کماں رکھدی

مدینے کے گلستاں کی مجھے مل جائے گی خوشبو
مگر ہنستے ہوئے پھولوں نے شرطِ امتحاں رکھدی

اگر ٹھہرا کبھی تو راستے خود ہی سمٹ آئے
چلا ہے تو ہر اک منزل میں شمعِ کہکشاں رکھدی

حرا سے ثور سے فاران سے مکّے سے مدینے سے
چلی اک روشنی تو داستاں در داستاں رکھدی

گیا عرشِ بریں پر چند لمحوں میں پلٹ آیا
تحیّر کے بھنور میں اُس نے فکرِ نکتہ داں رکھدی

اندھیروں کو اُجالوں کا بدن پہنایا آقاؐ نے
اُلٹ کر ایک لمحے میں بساطِ دو جہاں رکھدی

نزولِ آیتِ قرآں ہے جو آغازِ ہجرت ہے
وہ تنویرِ ازل ثور و حرا کے درمیاں رکھ دی

محبّت کے ہوئے سورج طلوع اذہانِ عالم پر
عطائے التفاتِ خاص تاثیرِ بیاں رکھ دی

وہی آغاز ہے انجام ہے اوّل ہے آخر ہے
اُسی نے دل کے ہر گوشہ میں شمعِ ضو فشاں رکھ دی

نہ کیسے سینۂ افلاک میں سورج اُتر جاتے
کہ گردِ پائے احمدؐ آسماں در آسماں رکھ دی

جو آنسو آنکھ سے اُترا ستارے کی طرح چمکا
مدینے کی طلب نے لذّتِ سوزِ فغاں رکھ دی

محمّدؐ مصطفےٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ پڑھتا
اسی ذکرِ محمّدؐ پر حیاتِ جاوداں رکھ دی

کہوں میں اِسقدر نعتیں کہ اک دیوان ہو جائے
انیسؔ اُس نے مرے دل میں تمنّائے جواں رکھ دی

ہو جمالِ روئے احمدؐ سے سوا ممکن نہیں
آئینوں میں کوئی ایسا آئینہ ممکن نہیں

ہم یہ کہتے ہیں محبّت ہو تو کیا ممکن نہیں
وہ یہ کہتے ہیں کہ نعتِ مُصطفٰےؐ ممکن نہیں

نام ہی سچّائی کا ہے مدحتِ خیرُ الانام
وہ غُلو ہو یا غُلو کی انتہا ممکن نہیں

وہ زبانِ شوق ہو یا مُدّعائے زندگی
بات یہ ہے شرحِ نورِ آمنہؓ ممکن نہیں

کون اَحد تھا کون احمدؐ تھا شبِ معراج تھی
اتنی عجلت میں ہو کوئی فیصلہ ممکن نہیں

آسماں بھی تھا شہِ کونین کے زیرِ قدم
ماند پڑ جائے ستاروں کی ضیا ممکن نہیں

بات اتنی ہے یہ عظمت ہے خلیل اللہ کی
ورنہ ہو جائے قبول اپنی دُعا ممکن نہیں

وہ سراپا رحم ہیں وہ رحمتِ صبحِ دَوام
اپنی امّت سے وہ ہو جائیں خفا ممکن نہیں

منزلِ عرشِ بریں ہو یا حِرا کی بات ہو
ابتدا آساں نہیں ہے انتہا ممکن نہیں

ایک دُو دن کی نہیں آدھی صدی کی بات ہے
ایسا لگتا ہے مدینہ دیکھنا ممکن نہیں

ہے زباں پر نام دل میں یادِ احمدؐ ہے انیسؔ
اب کوئی طوفان روکے راستہ ممکن نہیں

اُصولِ مصطفیٰ کو رہنما کرنے کا وقت آیا
انہیں اب ذکرِ محبوبِ خدا کرنے کا وقت آیا

خلوصِ دل سے پھر عہدِ وفا کرنے کا وقت آیا
فروزاں شمعِ میرِ قافلہ کرنے کا وقت آیا

صداقت پیرہن ہے جس کا جو نقشِ درخشاں ہے
اُسی منزل سے خود کو آشنا کرنے کا وقت آیا

ابھی گزرے ہوئے لمحوں سے مستقبل بنانا ہے
اگر ہے انتہا تو ابتدا کرنے کا وقت آیا

اُسی پُرنور ساحل سے پھر آغازِ سفر کر دو
حوادث سے اگر پھر سامنا کرنے کا وقت آیا

دِلوں کے آئنوں پر دُھند چھائی ہے کدورت کی
ثنائے پیشوائے انبیا کرنے کا وقت آیا

اُٹھا کر رکھ دیا ہے طاق پر قرآن بھی ہم نے
ہوئے کیوں خوار ہم یہ تجزیہ کرنے کا وقت آیا

شبِ ظلمت بھی ہے صبحِ درخشاں کی ہے آمد بھی
کِدھر جانا ہے اب یہ فیصلہ کرنے کا وقت آیا

تصوّر میں شہِ کونین بھی ہیں اور مدینہ بھی
نچھاور گلشنِ ارض و سما کرنے کا وقت آیا

حضورؐ آئینۂ جاں بھی حضورؐ اوّل بھی آخر بھی
کہ یادِ حاصلِ خیر الوریٰ کرنے کا وقت آیا

فرشتے بھی ہیں جن کے تابعِ فرمان دُنیا بھی
انیسؔ اُن کے حضور اب التجا کرنے کا وقت آیا

دلوں سے جذبۂ نعتِ نبیؐ کم ہو نہیں سکتا
نہاں آنکھوں سے وہ نورِ مجسّم ہو نہیں سکتا

خفا ہو جائیں سرکارِ دو عالم ہو نہیں سکتا
خیالِ اُمّت کا دل سے کم کسی دم ہو نہیں سکتا

ہوا کے تیز جھونکے تو منافق تھے منافق ہیں
مگر مدّھم چراغِ لُطفِ پیہم ہو نہیں سکتا

وُہی ہیں شافعِ محشر وُہی ہیں مونس و رہبر
وُہی ہمدم ہیں کوئی اور ہمدم ہو نہیں سکتا

یہ ارشادِ رسولُ اللہ بھی ہے اور نصیحت بھی
جو شیرازہ بکھر جائے منظّم ہو نہیں سکتا

رسولِ محترم سا اور ساقی ہو یہ ناممکن
بہ رنگِ جامِ کوثر ساغرِ جم ہو نہیں سکتا

جو نسبت ہے شہِ کونین سے وہ کام آئے گی
درِ اغیار پر ہو جائے سر خم ہو نہیں سکتا

خبر ہے بانیوں کو نام لیوا ہیں محمّدؐ کے
کبھی برہم کبھی سرکش کوئی یم ہو نہیں سکتا

نہ لائے حرفِ شکوہ کھائے پتّھر جسمِ اطہر پر
کوئی بھی ثانیٔ محبوبِ اکرم ہو نہیں سکتا

محمّدؐ مصطفٰے کا آستاں مرکز ہے رحمت کے
سکونِ دل کسی در سے فراہم ہو نہیں سکتا

انیسؔ ایمان ہے اپنا کہی اِک نعت بھی جس نے
وہ خوش قسمت گرفتارِ شبِ غم ہو نہیں سکتا

رہنما نہیں ملتا مصطفےٰ نہیں ملتا
رحمتِ دو عالم سا دوسرا نہیں ملتا

خاکِ پا نہیں ملتی نقشِ پا نہیں ملتا
روضۂ مقدّس بھی آپؐ کا نہیں ملتا

سلسلہ کہاں تک ہے سلسلہ نہیں ملتا
فکرِ نارسا کو بھی آسرا نہیں ملتا

کشتیاں بھی حیراں ہیں چیختے ہیں ساحل بھی
قلزمِ نبوّت کو ناخدا نہیں ملتا

کائنات کا چہرہ کتنے چہرے پہنے ہے
گرد کی تہوں میں ہے قافلہ نہیں مِلتا

بارشیں دُرودوں کی ہیں سلام کے تحفے
کیسے لے کے میں جاؤں راستہ نہیں مِلتا

جس کے دستِ اقدس پر کفر نے بھی توبہ کی
مومنوں کا وہ آقا رہنما نہیں مِلتا

نورِ خالقِ اکبر مظہرِ شبِ معراج
ڈھونڈتے ہیں وہ مہماں عرش کا نہیں مِلتا

وہ امینؐ وہ صادقؐ وہ خلوص کا پیکر
دوسروں کے دُکھ کا وہ آشنا نہیں مِلتا

جس نے سنگباری کی اُس کو بھی دُعائیں دیں
اَب کوئی زمانے میں باوفا نہیں مِلتا

راستہ بھی مشکل ہے دُور ہے مدینہ بھی
اَب انیس کو اپنا مُدّعا نہیں مِلتا

مدینے سے کوئی پیغام اگر بادِ صبا لاتی
شگفتہ پھول ہو جاتے کلی دل کی بھی کھل جاتی

سنبھل جاتا یہ دل بھی کچھ طبیعت بھی سکوں پاتی
جو اُٹھ جاتے حجابِ درمیاں تو نعت ہو جاتی

نہ جانے کب سے ہوں اِس آس پر بحرِ تمنّا میں
کوئی موجِ کرم تو روضۂ اقدس پہ لے جاتی

جو آجاتا اصولِ سرورِ کونین پر چلنا
ہر اِک گل سے رسالت کے گلستاں کی مہک آتی

اگر ہم محفلِ میلاد ہر سُو منعقد کرتے
فرشتوں کے سلام آتے درُودوں کی صدا آتی

کوئی تو روشنی ملتی حیاتِ چند روزہ کو
اگر آئی نہیں یادِ صبح تو دل میں سما جاتی

اگر کچھ یاد فرمانِ محمّد مصطفٰے رہتا
کبھی ایسے کوئی کشتی نہ طوفانوں سے ٹکراتی

مدینے کی فضاؤں سے پلٹ آتی نہ یہ دُنیا
شعورِ آگہی ہوتا تو ان راہوں میں کھو جاتی

رسالت کے گلُستاں سے اگر ہم مُنسلک ہوتے
یہ جرأت تھی کوئی بجلی زمیں پر آگ برساتی

چراغِ مُصطفٰے کی روشنی میں قافلے چلتے
سفر بھی سہل ہو جاتا یہ تاریکی بھی چھٹ جاتی

انیسؔ اپنے مقدّر میں بھی ہوتا روضۂ اطہر
کوئی صبحِ طرب آتی کوئی شامِ حسیں آتی

تجلّیوں کے دریچوں کو باز رکھتے ہیں
ہم اپنے دل میں جمالِ حجاز رکھتے ہیں

چمن میں نعت کے گلہائے راز رکھتے ہیں
اس آئینے کو برائے جواز رکھتے ہیں

ہے اہلِ درد کا سرمایہ صرف یادِ حبیبؐ
اذان رکھتے ہیں عکسِ نماز رکھتے ہیں

نہ مِل سکے گی اُنھیں قربتِ رسولِؐ کریم
جو دل میں دولتِ دُنیا کی آز رکھتے ہیں

بلند ہوتی ہے جب مدحتِ شہِ کونین
متاعِ عشقِ نبیؐ پاک بازر کھتے ہیں

انھیں نمازتِ ہجر و وصال کا غم کیا
جو اُن کی یاد سے دل کو گداز رکھتے ہیں

انھیں پہ کھلتے ہیں اسرارِ دو جہاں اکثر
جو اختیار میں دنیائے ناز رکھتے ہیں

نزولِ شانِ رسالت سمجھ سکیں گے وہ کیا
نگاہ و دل میں بھی جو امتیاز رکھتے ہیں

اُس ایک نور سے ملتی ہے زندگی کو جِلا
وہ نورِ ذات جو آئینہ ساز رکھتے ہیں

عروج پائے بھی صدیاں گزر گئیں جس کو
وُہی اُصول تو جدّت طراز رکھتے ہیں

انیسؔ اُن کو بقائے دوام حاصل ہے
جو نعت کہتے ہیں عمرِ دراز رکھتے ہیں

مدینے سے بادِ صبا آ رہی ہے
پیامِ شہِ دوسرا لا رہی ہے

جہاں ضوفگن ہے جمالِ محمّدؐ
نگاہِ تجسّس وہاں جا رہی ہے

محمدؐ نے پائی تھی معراج کی شب
ہر اک رات اب تک جلا پا رہی ہے

مدینے سے رحمت کے بادل اُٹھے ہیں
اُصولِ نبیؐ کی ضیا آ رہی ہے

کبھی جو تھی انوارِ رحمت کا مرکز
وہ ذات آج بھی نور برسا رہی ہے

مدینے میں آرام فرما رہے ہیں
مجھے آج آقا کی یاد آ رہی ہے

بلندی پہ ہے آفتابِ رسالت
جو چھن چھن کے یہ روشنی آ رہی ہے

درِ مصطفٰے بھول بیٹھی ہے دنیا
ہر اک در پہ جو ہاتھ پھیلا رہی ہے

مقامِ ادب ہے درِ سرورِ دیں
مری بیخودی مجھ کو سمجھا رہی ہے

تصوّر میں ہے آستانِ محمدؐ
جبینِ عقیدت جھکی جا رہی ہے

انیسؔ اک سمندر ہے نعتِ شہِ دیں
ہوں کم علم مجھ کو حیا آ رہی ہے

نورِ ربُّ العلیٰ مُصطفےٰ مُصطفےٰ
عکسِ الحمد کا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

کوئی ثانی نہ تھا کوئی ثانی نہیں
اشرفُ الانبیا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

دستِ قدرت نے پیشانیٔ لوح پر
سب سے پہلے لکھا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

سانس پڑھنے لگی ہے درود و سلام
ہے وظیفہ سدا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

مُضطربِ شوقِ دیدار میں تھا قلم
ہر طرف لکھ دیا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

کھو گئی جب نظر سے رہِ زندگی
پڑھ لیا مُجتبےٰ مُصطفےٰ مُصطفےٰ

آنکھ میں رحمتِ دو جہاں آ گئی
دل بھی پڑھنے لگا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

اُٹھ گئے سب حجاباتِ کون و مکاں
جب میں کہتا چلا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

رہ گئے ٹوٹ کر جب سہارے تمام
پھر تو کہنا پڑا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

نرغۂ کُفر میں گھر گئے تھے بلالؓ
بے خطر کہہ دیا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

اِک نگاہِ کرم ہو رسُولِ انام
ہے انیسؔ آپ کا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

اِک نورِ یقیں شام و سحر ڈھونڈ رہے ہیں
آغاز میں انجامِ سفر ڈھونڈ رہے ہیں

کونین کی چھاؤں کا شجر ڈھونڈ رہے ہیں
سر پر ہے کڑی دھوپ مگر ڈھونڈ رہے ہیں

معراج کی شب تھے جو شرر ڈھونڈ رہے ہیں
اب تک اُنھیں جبریلؑ کے پَر ڈھونڈ رہے ہیں

آنکھوں میں سمٹ آئے ہیں صدیوں کے مناظر
کھوئے ہوئے لمحاتِ سحر ڈھونڈ رہے ہیں

اس شان سے بھٹکے ہیں ہر اِک راہ گزر پر
ہم صاحبِ کونین کا در ڈھونڈ رہے ہیں

ہے انجمنِ دل میں کوئی محوِ تجسّس
ہم اپنی دُعاؤں کا اثر ڈھونڈ رہے ہیں

وہ ہیں کہ حجابِ مہ و انجم میں ہیں رُوپوش
ہم ہیں کہ بہ اندازِ دِگر ڈھونڈ رہے ہیں

مِل جائیں وہ نقشِ کفِ پا ہی کہیں شاید
پھینکی ہے ستاروں پہ نظر ڈھونڈ رہے ہیں

آجاؤ مدینے ہی کی راہوں سے کِسی دِن
پلکوں کو بچھائے ہیں بشر ڈھونڈ رہے ہیں

اے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ نامِ محمدؐ
تسکینِ دل و جاں کے گہر ڈھونڈ رہے ہیں

یہ نعت انیسؔ اپنی عقیدت کا محل ہے
کیا جانتے کیا اہلِ ہنر ڈھونڈ رہے ہیں

حضورؐ عظمت و رفعت سے آشنا ہوں میں
حضورؐ آپؐ کا تھا اور آپؐ کا ہوں میں

حضورؐ آپؐ نے بخشا ہے یہ فروغِ دوام
حضورؐ آپؐ کو ہر سمت دیکھتا ہوں میں

حضورؐ بزمِ تصوّر سجی رہے کب تک
حضورؐ ایک سراپا دُعا بنا ہوں میں

حضورؐ صاحبِ معراجِ عرش کے مہتاب
حضورؐ آپؐ ہیں سُلطان خاکِ پا ہوں میں

حضورؐ آپؐ ہیں خلّاقِ دو جہاں کے رسولؐ
حضورؐ گنبدِ احساس کی صدا ہوں میں

حضورؐ ہے مرے دل کو طلب مدینے کی
حضورؐ ایک تمنائے پُر ضیا ہوں میں

حضورؐ سایۂ داماں کی آرزو ہے مجھے
حضورؐ سر پہ ہے سُورج جھُلس رہا ہوں میں

حضورؐ بحرِ محبّت ہے موجزن اب تک
حضورؐ ایک چراغِ رہِ وفا ہوں میں

حضورؐ آپؐ کے اوصاف ہوں رقم کیسے
حضورؐ لفظ پرستوں میں گھر گیا ہوں میں

حضورؐ نعت ہے کیا میں بتاؤں کیا اِن کو
حضورؐ حیرتِ دُنیا کا آئینہ ہوں میں

حضورؐ بے سروساماں ہے آپؐ کا یہ انیسؔ
حضورؐ کیا یہ بتائے کہ آج کیا ہوں میں

صاحبِ القرآں رسولِؐ کردگار
رحمتِ یزداں رسولِؐ کردگار

سرورِ کون و مکاں کیجے عطا
اِک گلِ خنداں رسولِؐ کردگار

معتبر، صادق، امینِ دو جہاں
عرش کے مہماں رسولِؐ کردگار

بے سر و ساماں پہ کیجے اِک نگاہ
ہوں تہی داماں رسولِؐ کردگار

سبز گنبد ہو نظر کے سامنے
ہے یہی ارماں رسولِؐ کردگار

اک سمندر ہے دُرِ نایاب ہے
آپؐ کا اِحساں رسولِؐ کردگار

آپؐ کی آمد سے تاباں ہو گئی
عظمتِ انساں رسولِؐ کردگار

سنگ ریزوں نے کلمہ پڑھ لیا
کر دیا حیراں رسولِؐ کردگار

کالی کملی سائباں بن جائے گی
ہے یہی ایماں رسولِؐ کردگار

آپؐ سے مہر درخشاں ہو گئی
سرحدِ امکاں رسولِؐ کردگار

آپؐ نے بخشا انیسِ زار کو
نعت کا دیواں رسولِؐ کردگار

محمد مصطفیٰ لکھ کر، رسولِ ہاشمی لکھ کر
قلم کو فخر ہے دونوں جہاں کی سروری لکھ کر

میں چھوڑ آیا بیاضِ خلد میں نامِ نبی لکھ کر
عطا کر دی مجھے اُس نے دو عالم کی خوشی لکھ کر

محمد نے خدائے لم یزل کی برتری لکھ کر
کیا تھا حمد کا آغاز اِک حرفِ جلی لکھ کر

کتابِ زندگی کا ہر ورق ہوگا ضیا افگن
بشر ذکرِ شہِ کونین دیکھے تو کبھی لکھ کر

مکان و لامکاں کی بھی نہ خواہش ہو کبھی دل کو
اگر وہ بخشدیں مجھ کو مدینے کی گلی لکھ کر

سخاوت اُن کی اِک حصّہ ہے تاریخ دو عالم کا
سمندر بخشدیتے ہیں بنامِ تشنگی لکھ کر

ستارے ماند پڑجائیں مہِ تاباں بھی شرمائے
جو میرے نام کردیں خاکِ پا کی روشنی لکھ کر

متاعِ دو جہاں ملتی ہے آقاؐ کی توجّہ سے
مجھے ملتی ہے دولت علم کی بے آگہی لکھ کر

وہ اُمّیؐ تھے مگر دونوں جہاں کا علم ازبر تھا
کرے گا کیا زمانہ علم و فن کی برتری لکھ کر

کبھی اِس نامِ احمدؐ سے کوئی مشکل نہیں آتی
پڑھے ہر دم اگر یہ اسمِ اعظم آدمی لکھ کر

انیسؔ ایسا بھی ہوتا سامنے ہوتے اگر آقاؐ
سُناتا بھی میں کرتا پیش بھی نعتِ نبیؐ لکھ کر

دل سے نکلی صدا مصطفیٰ مصطفیٰ
کہہ اُٹھیں آمنہ مصطفیٰ مصطفیٰ

وجہِ تخلیقِ ہر دو جہاں آپ ہیں
شانِ ارض و سما مصطفیٰ مصطفیٰ

کچھ نہ ہوتا نہ ہوتے محمّد اگر
ابتدا، انتہا مصطفیٰ مصطفیٰ

ظلمتیں ہر طرف تھیں اندھیرا تھا جب
کہہ رہی تھی فضا مصطفیٰ مصطفیٰ

نفرتیں دل میں بُت آئینوں میں تھے
رحمتوں کی گھٹا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

ختم ہوتی بھی کیا جستجوئے رسولؐ
آسرا رہنما مُصطفےٰ مُصطفےٰ

ایک انگشت کا مُعجزہ دیکھ کر
چاند نے پڑھ لیا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

نورِ اوّل بھی ہیں نورِ آخر بھی ہیں
ہیں سراپا ضیا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

کچھ نہ تھا جب تو اک نور تھا جلوہ گر
گونجتی تھی صدا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

بے زباں سنگ ریزوں نے پائی زباں
یہ بھی تھا مُعجزہ مُصطفےٰ مُصطفےٰ

کیوں نہ ہو اُن کا ممنونِ احساں انیسؔ
دل پہ بھی لکھ دیا مُصطفےٰ مُصطفےٰ

آخری پیمبر ہیں الامینُ الاُمّیؐ
آپؐ نورِ داور ہیں الامینُ الاُمّیؐ

یہ نشانِ عظمت ہے دسترس میں وسعت ہے
علم کا سمندر ہیں الامینُ الاُمّیؐ

منکشف ہے انساں پر ہے زبانِ قرآں پر
عرش کا مقدّر ہیں الامینُ الاُمّیؐ

محترم معظّم ہیں رحمتِ دو عالم ہیں
نکہتوں کا پیکر ہیں الامینُ الاُمّیؐ

عرش نورِ یزداں ہے فرش شرحِ ایماں ہے
دو جہاں کا مظہر ہیں الامینُ الاُمّیؐ

فقر کے امیں ہو کر بوریا نشیں ہو کر
شاہ ہیں تونگر ہیں الامینُ الاُمّیؐ

بے شمار پھولوں نے خود کہا رسولوں نے
انبیاؑ کے رہبر ہیں الامینُ الاُمّیؐ

چارہ گر ہیں اُمّت کے تاجور ہیں امت کے
اور شفیعِ محشر ہیں الامینُ الاُمّیؐ

تھی وہ شب منّا یاں جس کو ہو گئیں صدیاں
مہرباں برابر ہیں الامینُ الاُمّیؐ

نور بار احمدؐ ہیں ضوفگن محمدؐ ہیں
معتبر جو گھر گھر ہیں الامینُ الاُمّیؐ

نعتِ مُصطفےٰؐ کہنا فرض ہے انیسؔ اپنا
مخزنِ سخنور ہیں الامینُ الاُمّیؐ

دل میں یادِ سرورِ کون و مکاں رکھتا ہوں میں
نکہتِ گلشن، متاعِ دوجہاں رکھتا ہوں میں

مہربانی ہے عنایت ہے رسول اللہ کی
ہم زباں اپنے زمین و آسماں رکھتا ہوں میں

ہوگئیں ہیں منزلیں آساں محمد کے طفیل
کارواں رکھتا ہوں میرِ کارواں رکھتا ہوں میں

مجھ کو دُنیا کی ضرورت ہے نہ کوئی آرزو
رحمتہ للعالمین کا آستاں رکھتا ہوں میں

دیکھتا ہوں سبز گنبد اپنے دل کے آس پاس
آنکھ میں پنہاں مدینے کا جہاں رکھتا ہوں میں

بھولتا جاتا ہوں صدیوں کے درخشندہ نشاں
اب نظر اُن کے اُصولوں پر کہاں رکھتا ہوں میں

چاہتی ہے جب اُڑا دیتی ہے دُنیا کی ہوا
یوں تو اپنے ساتھ نقشِ جاوداں رکھتا ہوں میں

زندگی ہے تیرگی میں غرق یہ اور بات ہے
روشنی کا ایک بحرِ بے کراں رکھتا ہوں میں

جل رہا ہوں اپنی غفلت کی دہکتی آگ پر
اب کہاں رحمت کا اُن کی سائباں رکھتا ہوں میں

جان کر بھی اس حقیقت سے ہوں اب تک بے خبر
شعلۂ دُنیا قریبِ آشیاں رکھتا ہوں میں

نعت کہتا ہوں تو ملتا ہے سکونِ دل انیس
پھول مدحت کے جوابِ گلستاں رکھتا ہوں میں

یا رسولؐ احمدؐ یا نبیؐ حامدؐ
اوّلؐ آخرؐ یا نبیؐ فاضلؐ

آپ تشریف لائے اُجالا ہوا
مخزنِ دو جہاں یا نبیؐ اُمیؐ

عرش زیرِ قدم ہو گیا محترم
مٹ گئے فاصلے یا نبیؐ واصلؐ

حرفِ قرآن کے لفظ پہچان کے
سیّدُ المرسلین یا نبیؐ کاملؐ

نورُ ہے ضوفگن انجمن انجمن
صدق روشن ہوا یا نبیؐ صادقؒ

ایک نانِ جویں پر تھی روشن جبیں
شرحِ ایمان و دیں یا نبیؐ صالحؒ

ضربِ پتھّر کی تھی اور دعا لب پہ تھی
محوِ شکرِ خدا یا نبیؐ صابرؒ

اشرفُ الانبیاء مظہرِ کبریا
شانِ ارض و سما یا نبیؐ فاتحؒ

نکہتیں بخشدیں عظمتیں بخشدیں
رفعتوں کے امیں یا نبیؐ عاقبؒ

اک صدا لب پہ تھی اُمّتی اُمّتی
سیرتِ حق نما یا نبیؐ جامعؒ

سب یہ نام آپ کے ہیں متاعِ انیسؔ
حاشرؒ ناصرؒ یا نبیؐ طاہرؒ

زباں پہ نامِ رسالت مآبؐ آوے ہے
دہن سے خوشبوئے مُشک و گلاب آوے ہے

نہ انتخاب نہ طرزِ خطاب آوے ہے
کہوں میں نعتِ نبیؐ تو حجاب آوے ہے

جو صدقِ دل سے درود و سلام پڑھتے ہیں
اُنھیں رسولِؐ خدا کا جواب آوے ہے

ثنائے سرورِ دیں جب رقم کرے ہے قلم
اُبھر کے ذہن سے اِک ماہتاب آوے ہے

جہانِ تیرہ شبی کو یہ مِل گئی تھی خبر
وہ نورِ آمنہ وہ آفتاب آوے ہے

یہ آج بھی شبِ معراج کو کرے ہے تلاش
اُلٹ کے رات جو رُخ سے نقاب آوے ہے

امین و صادق و رہبر فروغِ عرش بریں
کتابِ نورِ ہدایت کا باب آوے ہے

نزولِ نور سے چھٹتی ہے تیرگی جہاں
طلوعِ صبح سے اک انقلاب آوے ہے

وہ علمِ کل بھی ہو اُمّی بھی ہو رسول بھی ہو
اس اہتمام سے اُس پر کتاب آوے ہے

یہ معجزہ تھا وہاں مکڑیوں نے جال بُنا
وہ غارِ ثور سے بھی کامیاب آوے ہے

انیس یہ بھی ہے اعجازِ نعتِ سرورِ دیں
ڈھلے ہے پیری کا سورج شباب آوے ہے

مُصطفٰےؐ کے نور میں نورِ خدا آئے نظر
دوسرا تو جب کہوں جب دوسرا آئے نظر

روضۂ اطہر جمالِ مجتبٰےؐ آئے نظر
جس طرف دیکھوں دیارِ مُصطفٰےؐ آئے نظر

بند کیں آنکھیں تو دیکھا اُن کو دل کی آنکھ سے
وہ سراپا رحمتِ ارض و سما آئے نظر

جن کا ہر نقشِ قدم ہو رہنمائے زندگی
ہر اُصول اُن کا نہ کیوں کر رہنما آئے نظر

عرش کو جن کی درخشانی پہ اَب تک ناز ہے
اُن کے جلوے اِبتدا تا انتہا آئے نظر

مرکزِ انوار سے ہٹ کر کہاں جائے نظر
وہ اگر ہوں آنکھ میں پنہاں تو کیا آئے نظر

یہ بھی اِک اُن کی عنایت کا حسیں انداز ہے
دامنِ دل گنبدِ خضریٰ سے بھر لائے نظر

کون پھر دیکھے جمالِ ماہ و انجم کی طرف
دونوں عالم کی درخشانی اگر آئے نظر

دَولتِ کونین ہاتھ آنا کوئی مُشکل نہیں
سبز گنبد دیکھ کر کیسے نہ اِترائے نظر

یہ بھی تھا منظور ہو شقّ القمر کا مُعجزہ
چاند کے قصرِ درخشاں میں اُتر جائے نظر

اصل میں یہ بھی اِک اندازِ محبت ہے انیسؔ
جب محمدؐ کا نگر آئے بکھر جائے نظر

نعت کا رنگ اختیار کروں
زندگی کو سدا بہار کروں

اُن کی نسبت سے ذکرِ غار کروں
اس تعلّق کو استوار کروں

ہے تمنّا مجھے مدینے کی
دل کو یہ کہہ کے بیقرار کروں

کوئی حد بھی تو انتظار کی ہو
اور کب تک میں انتظار کروں

ہجرِ احمدؐ ہوا اِک صدی کی طرح
ساعتوں کو اگر شمار کروں

ہے ثنائے نبیؐ بہت دشوار
میں سمندر کو کیسے پار کروں

مِل گئی عشقِ مُصطفٰےؐ کی شراب
ہوشمندی کو میں شعار کروں

بیخودی میں خیالِ احمدؐ پر
کائناتِ خِرد نثار کروں

ہے رسالتؐ کی رَوشنی دائم
دونوں عالم پہ آشکار کروں

مظہرِ روضۂ رسولؐ ہے یہ
سبز گنبد سے کیوں نہ پیار کروں

ہے ضیائے رسولؐ جن میں انیسؔ
اُن خیالوں کو شاہکار کروں

درخشاں محمدؐ
ہیں تاباں محمدؐ

گلستاں گلستاں
گلستانِ محمدؐ

ہوئے عرش پر بھی
نمایاں محمدؐ

ہے انعامِ خالق
یہ قرآنِ محمدؐ

نہ آتے نہ ہوتا
چراغاں محمدؐ

کرم ہوگا اِک دن
ہے اِمکاں محمدؐ

یہ دُشوار منزل
ہو آساں محمدؐ

ہیں محروم منزل
مُسلماں محمدؐ

کرم کی ہو بارش
ہو احساں محمدؐ

مدینہ میں دیکھوں
ہے ارماں محمدؐ

انیسِ حزیں بھی
ہو شاداں محمدؐ

کیسے رازِ بے بسی افشا کریں
دُور ہے اِتنا مدینہ کیا کریں

ساتھ دے مشقِ تصوّر ہی اگر
سبز گُنبد کی طرف دیکھا کریں

ہم کو مِل جائے دیارِ نور اگر
رہ کے ہم تاریکیوں میں کیا کریں

وہ مدینے میں ہیں اور ہم ہیں اِدھر
کیسے اُن سے رابطہ پیدا کریں

ہم جو اپنا لیں اُصولِ مُصطفٰےؐ
ذرّے ذرّے سے نوا پیدا کریں

سرورِ کونین ہیں آنکھوں سے دُور
ہے سمندر میں سفینہ کیا کریں

سنگریزوں نے کلمہ پڑھ لیا
لیکن اپنے سنگِ دل کو کیا کریں

سایہ افگن ہو جو دامانِ رسُولؐ
دونوں عالم خود بخود سایہ کریں

آؤ سب ملکر پڑھیں پیہم دُرود
شاخِ قلب و جاں تر و تازہ کریں

رہ گیا اپنے مقدّر میں یہی
قافلے جاتے ہوئے دیکھا کریں

یہ تمنّا رہ گئی ہے اب انیسؔ
عمر بھر نعتِ نبیؐ لکھا کریں

ہے کرم سرورِ دو جہاں آپؐ کا
ذکر کرتی ہے پیہم زباں آپؐ کا

یہ جو بحرِ کرم ہے رواں آپؐ کا
ہر طرف ہے مہِ ضو فشاں آپؐ کا

درمیاں اتنے پردے نہ ہوتے اگر
چوم لیتی نظر آستاں آپؐ کا

کچھ تو اپنی تجلّی کا رکھتی جواب
عکس ہوتی اگر کہکشاں آپؐ کا

مِل رہی ہے دِلوں کو ابھی روشنی
پڑھ رہا ہے کلمہ جہاں آپؐ کا

وُسعتوں پر مکاں کی بھی ہے دسترس
لامکاں بھی ہے آرامِ جاں آپؐ کا

آرزوئے مدینہ ہے لیکن حضورؐ
ہم کہاں اور مدینہ کہاں آپؐ کا

دن نکلتا گیا دھوپ چڑھتی گئی
دُور ہوتا گیا آستاں آپؐ کا

پائے اقدس کی ضو عرش نے مانگ لی
ایک شب تھا گزر جو وہاں آپؐ کا

مِل گئی کائناتِ دوعالم اُسے
مِل گیا جس کو نام و نشاں آپؐ کا

کیجئے میرے آقاؐ مُسلسل کرم
ہے انیسؔ حزیں بے گماں آپؐ کا

میں نے کہا یہ کائنات اُس نے کہا رسولؐ ہیں
میں نے کہا یہ شش جہات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

روشنی عام ہو گئی ظلمتِ شام کھو گئی
میں نے کہا یہ اِلتفات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

عام ہوا حرا کا نام ثور ہوا مہِ تمام
میں نے کہا یہ واقعات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

عرش بھی جگمگا اُٹھا فرش بھی مسکرا دیا
میں نے کہا یہ نورِ ذات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

چہرۂ آسماں تھا فق ہوگیا ماہتاب شق
میں نے کہا یہ معجزات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

ذکرِ رسولِؐ ہاشمی ہوگئے دوجہاں غنی
میں نے کہا یہ معجزات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

دونوں جہاں کے واقعات ہوگئے تابعِ حیات
میں نے کہا یہ ممکنات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

ذکرِ رسولؐ ہاشمی چھائی ہوئی ہے بےخودی
میں نے کہا یہ کیفیات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

نور میں ڈوب کر فضا بن گئی شمعِ پُرضیا
میں نے کہا یہ چاندرات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

حدِّ نگاہ تک ہے نور بزم جہاں ہے شمعِ طور
میں نے کہا یہ تجربات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

زیست ہے ارجمند انیس حوصلے ہیں بلند انیس
میں نے کہا یہ مشکلات اُس نے کہا رسولؐ ہیں

آغازِ کُن سے پہلے قرینے میں کون تھا
دونوں جہاں کے آخری زینے میں کون تھا

رُوح الامیںؑ تو ساتھ نہ تھے بحرِ نور میں
معراجِ مُصطفٰے کے سفینے میں کون تھا

پائی زباں شہادتِ عظمیٰ کے واسطے
اُس وقت سنگ ریزوں کے سینے میں کون تھا

ہر ہر قدم پہ بخششِ اُمّت کا تھا خیال
مصروف اس طرح کے بھی جینے میں کون تھا

آیا تھا کون طور پہ اُلٹے ہوئے نقاب
موسیٰ کی بے خودی کے نگینے میں کون تھا

دونوں جہاں کو منبعِ انوار کر گئے
پنہاں تجلّیوں کے خزینے میں کون تھا

کس کا جمال نورِ نبیؐ سے تھا ہمکنار
گر وہ خدا نہ تھا تو مدینے میں کون تھا

آیا ازل میں خلقِ خدا کا جہاں سوال
اُس دم وہاں خدا کے خزینے میں کون تھا

لیل و نہار آج بھی ہیں ضو فگن انیس
رحمت کے جلوہ بار مہینے میں کون تھا

خدا کو تھا شبِ معراج انتظارِ حبیبؐ
دمک رہا تھا سرِ عرش افتخارِ حبیبؐ

ہر ایک پھول کو درکار تھی بہارِ حبیبؐ
کہ بے قرار تھے صدیوں سے جاں نثارِ حبیبؐ

کھنچی ہوئی تھی رہِ شوق میں حدِ انوار
تھی جبرئیلؑ کو بھی حسرتِ دیارِ حبیبؐ

رسولؐ کو بھی دیا اختیارِ کون و مکان
ہے خود بھی مالک و مختار کردگارِ حبیبؐ

سدا جہالتِ دُنیا فصیل بن کے رہی
مگر ہمیشہ رہا ساتھ اِنکسارِ حبیبؐ

یہ انکشاف بھی قرآں سے بار بار ہوا
متاعِ دینِ خدا بن گئی قرارِ حبیبؐ

ہر ایک محفلِ رنداں میں آ گئے تھے
مئے طہور سے سرشار بادہ خوارِ حبیبؐ

سیاہ رات کا نام و نشاں بھی رہ نہ سکا
ہوا بلند جو مہتابِ افتخارِ حبیبؐ

ازل میں جب ہوئی تقسیم رحمتِ باری
نُزولِ صُبحِ درخشاں بنا وقارِ حبیبؐ

چراغ ہو سکے مدّھم نہ دین و ایماں کے
ہوا اُصولِ زمانہ جب اعتبارِ حبیبؐ

نشانِ عظمتِ سرکارِ دوجہاں ہیں انیسؔ
ہے نُورِ مظہرِ ہجرت، حرا میں غارِ حبیبؐ

سدا پڑھتے رہیں گے ہم حبیب اللہ رسول اللہ
رہے گا ایک سا عالم حبیب اللہ رسول اللہ

عطا ہو عزمِ مستحکم حبیب اللہ رسول اللہ
ہُوا ہے دامنِ دِل نم حبیب اللہ رسول اللہ

حیاتِ بے ثبات اپنی نہ دِن اپنا نہ رات اپنی
فضائے دہر ہے برہم حبیب اللہ رسول اللہ

کہیں سے بھی اُٹھا دیجے نقابِ عارضِ تاباں
ہے شمعِ قلب و جاں مدھم حبیب اللہ رسول اللہ

ہمیں معلوم ہے روشن ہیں مستقبل کی قندیلیں
نہ پاس آئے گا کوئی غم حبیب اللہ رسول اللہ

خدائے دو جہاں ہوتا ہے خوش رحمت برستی ہے
پڑھا جائے جہاں پیہم حبیب اللہ رسول اللہ

وظیفہ جن کا ہے کھلتے ہیں ان پر باب رحمت کے
حقیقت میں ہے اسمِ اعظم حبیب اللہ رسول اللہ

سرِ بزمِ چمن تقسیم ہو جب آپ کی رحمت
نہ رہ جائیں کہیں اک ہم حبیب اللہ رسول اللہ

زمانے کے حوادث نے پریشاں جب کیا دل کو
پکارا آپ کو اُس دم حبیب اللہ رسول اللہ

شبِ غم کی سحر کیجے عنایت کی نظر کیجے
ہوئی ظلمت جہاں کی سم حبیب اللہ رسول اللہ

انیسؔ اس آرزو پر زندگی کے دن گزارے ہیں
رہے نوکِ زباں ہر دم حبیب اللہ رسول اللہ

چراغِ عالمیں

ﷺ

عکس اُترے بھی تو کیا نعت کی یکتائی کا
اَب وہ عالم تو نہیں دِل کی توانائی کا

○ بار ہا دِل نے کیا اُن کے تصوّر کا طواف
مَیں بھی ممنون رہا اُن کی پذیرائی کا

نعت کہتا ہوں تو رہتا ہے فرشتوں کا ہجوم
ٹوٹ جاتا ہے اثر گوشۂ تنہائی کا

جب کوئی قافلہ جاتا ہے مدینے کی طرف
اِک سماں ہوتا ہے جذبات کی انگڑائی کا

اَن گِنت رَاہ کے ذرّوں سے تراشے سُورج
واقعہ یہ ہے مدینے کے تمنّائی کا

اَثر اَنداز ہوں کونین کے جلوے کیسے
لُطف اُٹھاتے ہے کوئی انجمن آرائی کا

آگے بڑھنے بھی تو جبریلِ امیں کیا بڑھتے
ایک دستور ہے اُس خطّۂ بالائی کا

پھیر لیں اُن کے اُصولوں سے نگاہیں ہم نے
پھر بھی دعویٰ ہے ہمیں اُن سے شناسائی کا

نعت کا فن ہے عطائے شہِ کونین اَنیسؔ
دَخل کچھ بھی تو نہیں فکر کی گہرائی کا

یہ دل رنجور ہے آقاؐ
مدینہ دُور ہے آقاؐ

مری دُنیا مری منزل
کہاں مستور ہے آقاؐ

ہیں جس میں آپ کے جلوے
وہ شمعِ طور ہے آقاؐ

مدینے کا ہر اک ذرّہ
سراپا نور ہے آقاؐ

شبِ معراج جو پائی
وہ بزمِ نور ہے آقاؐ

مئے دُنیا سے کیا اُس کو
جو دِل مخمور ہے آقاؐ

جسے حاصل تھی آزادی
وہ دِل محصور ہے آقاؐ

جو تنویرِ شریعت ہے
وُہی دستور ہے آقاؐ

انیسؔ اِک لُطفِ پیہم سے
بہت مشہور ہے آقاؐ

درود پڑھتی ہوئی باخبر گئی خوشبو
نظر جو آیا مدینہ اُتر گئی خوشبو

خیال تھا کہ نہ جانے کہاں سے آئیں حضورؐ
رہِ حبیبِؐ خدا میں بکھر گئی خوشبو

نہ منزلیں ہوئیں مشکل نہ راہ میں بھٹکی
چلی اصولِ نبیؐ پر سنور گئی خوشبو

ہے آس پاس مدینہ ہوا مجھے محسوس
کبھی جو آئی تو حیران کر گئی خوشبو

بھری بہار، مہکتے گلاب چھوڑ گئی
کدھر سے آئی نہ جانے کدھر گئی خوشبو

بڑے ادب سے شہِ دوجہاں کے روضے پر
بنامِ عظمتِ خیر البشر گئی خوشبو

نہیں قبول جدائی کا ایک لمحہ بھی
جدھر ہیں نورِ مجسّم اُدھر گئی خوشبو

ثبوتِ جذبِ محبّت بھی اور کیا ہوگا
کہیں سے راہ نہ پائی مگر گئی خوشبو

انیسؔ کہتا رہا میں ادب سے نعتِ رسولؐ
سپرد کرکے متاعِ ہنر گئی خوشبو

قرآنِ معظّم کی قسم کچھ نہیں لکھتے
جُز اسمِ نبیؐ لوح و قلم کچھ نہیں لکھتے

ہم اُن کی رضا کے رہے پابند ہمیشہ
جب تک وہ لکھاتے نہیں ہم کچھ نہیں لکھتے

پہلے کوئی تحریر اگر ہوتی زمیں پر
سرکارِ دو عالمؐ کے قدم کچھ نہیں لکھتے

یہ معجزہ ہے نعتِ شہِ کون و مکاں کا
مضمون اُترتے ہیں قلم کچھ نہیں لکھتے

عُقبیٰ میں بھی یہ نعت سَند ہوگی یقیناً
ہم اپنی ضرورت کے لئے کم نہیں لکھتے

معراج کی شب بندۂ و خالق پہ کھُلا راز
گر عرش پہ ہوتے نہ بہم کچھ نہیں لکھتے

ملتے نہیں مِدحت کے لئے انجم و مہتاب
ایسا بھی تو ہوتا ہے قلم کچھ نہیں لکھتے

لکھتے ہوئے دیکھا ہے اُنھیں نعتِ محمّدؐ
وہ لوگ جو بے دام و دِرَم کچھ نہیں لکھتے

احوالِ دلِ زارِ انیسؔ اُن پہ ہے ظاہر
مانِعِ ہے اَدب دیدۂ نم کچھ نہیں لکھتے

ہیں مدحتِ رسولؐ کے حاصل نگر مجھے
ملتا ہے اک سکون سا شام و سحر مجھے

پیغام آ رہے ہیں برابر اِدھر مجھے
آواز دے رہے ہیں شہِ بحر و بر مجھے

شامِ سیاہ سے نئے سورج تراش لوں
ہو جائے گر دیارِ نبیؐ میں سحر مجھے

اشکوں کے ماہتاب تراشے اِک آن میں
دیکھے اگر وہ چشمِ کرم چشمِ تر مجھے

وہ بخششِ رسولِ خدا تھی جو مل گئی
زندہ کیا حضورؐ نے ہر موڑ پر مجھے

مجھ کو نصیب ہو اے صبا قربِ مصطفیٰؐ
لے جائے ایک دن جو اُڑا کر اُدھر مجھے

غارِ حرا سے پھوٹ پڑے بے شمار چاند
سمجھا گئی یہ راز بھی میری نظر مجھے

دہلیز مصطفیٰؐ کی ہو جبرئیل کا نصیب
یہ بات بھی لگی ہے بڑی معتبر مجھے

میں نعتِ مصطفیٰؐ کے سمندر میں ہوں انیسؔ
دیکھیں تو غور سے ذرا اہلِ ہنر مجھے

نعت کہنے کا ڈھنگ آ ہی گیا
لفظ بن کر ترنگ آ ہی گیا

ہے یہی عشقِ مصطفٰےؐ کی دلیل
جذبۂ دل پہ رنگ آ ہی گیا

آرزو تھی مجھے مدینے کی
وہ مرے سنگ سنگ آ ہی گیا

ہو گئیں تیز دھڑکنیں دِل کی
موج پر جل ترنگ آ ہی گیا

جو مجسّم ہے رحمتوں کا سحاب
وہ سراپا اُمنگ آ ہی گیا

بڑھ گیا روئے اشتیاقِ رسولؐ
دِل زمانے سے تنگ آ ہی گیا

پھر بلالی اذان گونج اُٹھی
پھر اذانوں پہ رنگ آ ہی گیا

کر دیا سیرتِ رسولؐ نے موم
موم ہو کر وہ سنگ آ ہی گیا

میرے احساسِ گلستاں پہ انیسؔ
سبز گنبد کا رنگ آ ہی گیا

پرتوِ سرورِ کونین سے تابندہ ہے
جس کے جلووں سے ہر اک رات درخشندہ ہے

جو بھی ذرّہ ہے زمیں پر وہ ہے محرابِ اُفق
آسماں پر جو ستارہ ہے نمائندہ ہے

زد پہ انگشت کی آیا تو ہوا دو ٹکڑے
چاند اس جرأتِ بے باک پہ شرمندہ ہے

چھوڑ کر آپ کے دامانِ کرم کی جنّت
اپنے مرکز پہ بہت آدمی شرمندہ ہے

پھول کی تازہ مہک ہو کہ ستاروں کی چمک
جو کرن آپ کے جلووں کی ہے پائندہ ہے

غرق ظلمت میں ہیں مغرور ہوا کے جھونکے
شمعِ اسلام مگر آج بھی تابندہ ہے

معجزہ یہ بھی ہے اس عرش نما محفل کا
کوئی پائندہ جہاں ہے وہیں جوئندہ ہے

جن کے اوصاف میں ہے بزمِ دو عالم کی نمود
قوم اُن زندہ اُصولوں کی طرح زندہ ہے

جس کی تقدیر میں انوار کی بارش ہے انیسؔ
یہ مرا دل بھی اُسی شہر کا باشندہ ہے

محمدؐ تھے وقارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا
فرشتے تھے نثارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا

لُٹاتا تھا شرابِ بے خودی وہ سرمدی جلوہ
تھا مجھ کو بھی خمارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا

چراغاں تھا چمن اندر چمن نورِ محمدؐ سے
درخشاں تھی بہارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا

گریباں چاک تھا شب کا طلوعِ صبح تاباں تھی
نظر تھی شاہکارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا

کھنکتے تھے کہیں ساغر کہیں صہبا برستی تھی
تھے سب ہی مے گسارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا

تھے مسند پر محمّد ایک عالم تھا تحیّر کا
خدا خود تھا نثارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا

اُٹھے تھے سب نہ تھا کوئی حجابِ درمیاں باقی
عیاں تھا رازدارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا

اُٹھا تھا ابر لہراتا ہوا آغوشِ رحمت سے
تھی فردوسِ بہارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا

انیسؔ اِک سمت رحمت کے سمندر موجزن دیکھے
تھا میرا بھی شمارِ انجمن کل شب جہاں میں تھا
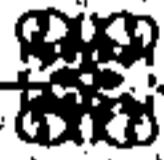
ہے گنبدِ خضریٰ پہ نظر جاگ رہے ہیں
بیدار ہیں مانندِ سحر جاگ رہے ہیں

ہے یادِ شہِ جنّ و بشر جاگ رہے ہیں
آنکھوں میں لئے ہیں وہ نگر جاگ رہے ہیں

دل میں اُتر آئے ہیں درخشندہ ستارے
رکھتے ہیں دو عالم کی خبر جاگ رہے ہیں

ہر موڑ پہ ہیں شمعیں رسالتؐ کی ابھی تک
ہے جاگنا مقصودِ سفر جاگ رہے ہیں

شاید ہو کبھی پھر اسی منزل سے گذرنا
اِس آس پہ جبریلؑ کے پر جاگ رہے ہیں

ہر شاخ پہ خوشبو ہے مدینے کے چمن کی
پڑھتے ہیں درود اور بشر جاگ رہے ہیں

صدیوں سے رہے نیند کی آغوش میں لیکن
موسم کا تغیّر ہے شجر جاگ رہے ہیں

کیا جانئے وہ کب نور کی چلمن سے نِکل آئے
سونے کا ہے امکان مگر جاگ رہے ہیں

آدابِ محمدؐ ہے انیسؔ آج بھی ہر سمت
ہم کیا ہیں فرشتے بھی اُدھر جاگ رہے ہیں

دل میں اِک بُغضِ پیمبرؐ کے سِوا کچھ بھی نہ تھا
دستِ بوجہل میں پتّھر کے سِوا کچھ بھی نہ تھا

میرے آقاؐ مرے سرورؐ کے سِوا کچھ بھی نہ تھا
ہر طرف ایک ہی پیکر کے سِوا کچھ بھی نہ تھا

یہ بھی یکتائیِ سرکارِؐ دو عالم کی ہے بات
آئینے میں رُخِ انور کے سِوا کچھ بھی نہ تھا

باغِ توحید سے بھی آج مِلا ہے یہ ثبوت
خوشبوئے گیسوئے اطہر کے سِوا کچھ بھی نہ تھا

آج بھی ہے وہی اک پھول چمن کی زینت
یہ چمن کل بھی گلِ تر کے سوا کچھ بھی نہ تھا

مالکِ انجمنِ کون و مکاں بھی تھے مگر
ایک ٹوٹے ہوئے بستر کے سوا کچھ بھی نہ تھا

آج بھی ہجرتِ مکّہ پہ ہے تاریخ گواہ
بحرِ ہستی میں شناور کے سوا کچھ بھی نہ تھا

کر دیا شمعِ رسالت سے زمانہ روشن
اک مقدّر کے سکندر کے سوا کچھ بھی نہ تھا

نعت لکھی تھی عقیدت کے گلستاں میں انیسؔ
آنکھ میں قطرۂ گوہر کے سوا کچھ بھی نہ تھا

کریں نعتؐ کیسے رقم یا محمدؐ
نہ کعبؓ اور نہ حسّانؓ ہم یا محمدؐ

صدائے دُرود و سلام آرہی ہے
ثناخواں ہیں لوح و قلم یا محمدؐ

رسولوں میں بھی کوئی ثانی نہیں ہے
ہو بعدِ خدا محترم یا محمدؐ

اُتر آئیں آنکھوں میں جلوے حرا کے
جو مل جائیں نقشِ قدم یا محمدؐ

سفر ہے مدینے کا دشوار لیکن
بُلالو تو آجائیں ہم یا محمدؐ

کڑی دھوپ میں ہے سفر زندگی کا
ہے درکار ابرِ کرم یا محمدؐ

یہ دُنیا حوادث کا مرکز بنی ہے
ڈبوئے نہ طوفانِ غم یا محمدؐ

کھلے پھول شاخِ چمن مسکرائی
کہا دل نے بھی صبحدم یا محمدؐ

انیسؔ اک توجّہ کا طالب ہے آقاؐ
مقدّر ہو باغِ ارم یا محمدؐ

سامنے تھا چہرۂ خیر البشر پڑھتی رہی
آیتوں کے جھرمٹوں میں تھی نظر پڑھتی رہی

خود سمٹ کر احتراماً راستے آتے رہے
اور درودِ مصطفیٰ ہر رہگذر پڑھتی رہی

ابتدا ہی سے رہی شانِ محمد ﷺ باکمال
ایک ہی تحریر تا حدِ نظر پڑھتی رہی

بن گئی تھی جزوِ ایماں یا دِ ربِ کائنات
رحمتِ کونین تنویرِ سحر پڑھتی رہی

گردِ پا سے روشنی پاتے رہے ماہ و نجوم
وُسعتِ دُنیا نقوشِ راہبر پڑھتی رہی

ناز فرماتا رہا اوجِ کمالِ مُصطفٰےؐ
اور کلمہ اِک طرف زنجیرِ در پڑھتی رہی

منکشف رازِ شبِ معراج .یوں ہوتا رہا
عرش کی تحریر ذاتِ معتبر پڑھتی رہی

دونوں عالم کی درخشانی تھی غارِ ثور میں
ایک مضمونِ ادق ہجرت مگر پڑھتی رہی

مِدحتِ خیر الوریٰ کرتا رہا پیہم انیسؔ
نعتِ احمدؐ نکہتِ قلب و جگر پڑھتی رہی

ہے نعتِ سرورِ کونین ہو کر باخبر لکھنا
اِسی منزل سے ملتا ہے جہانِ مُعتبر لکھنا

رسالت کے ستارے دونوں عالم کا اُجالا ہیں
ضیا افروز حرفوں کو بعُنوانِ سحر لکھنا

ابو بکرؓ و عمرؓ خطّاب و عثمانؓ و علیؓ حیدر
یہ چاروں ہیں فِدائے مُصطفےٰ اِن کو گہر لکھنا

بکھرنا چاہتا ہے دل مدینے کے گلستاں میں
لپٹنا چاہتی ہے سبز گُنبد سے نظر لکھنا

اِمامُ الانبیا محبوُبِ داوَر شافعِ محشر
اِن ہی کو رحمتہً لِلعالمین خیرالبشر لِکھنا

وہ سُنتے ہیں اگر کونین کی نبضیں دھڑکتی ہیں
مسیحائے زمانہ اُن کو لِکھنا چارہ گر لِکھنا

طوافِ رُوئے رَوشن میں ابھی مصروف ہیں آنکھیں
مرتّب ہو کتابِ دِل تو رُودادِ نظر لِکھنا

یہ لکھنا سایۂ دامانِ رحمت کی ضرورت ہے
جلا کر خاک کر ڈالے نہ غم کی دوپہر لِکھنا

انیسؔ اپنے دماغ و دل سمندر کے سمندر ہیں
لکھوں دیوان کے دیوان آجائے اگر لِکھنا

نعتِ پیغمبرِ اسلام سجا کر لکھنا
خوشبوئے جاں سے ہر اک شعر معطر لکھنا

دستِ جبریلؑ سے اوصافِ پیمبر لکھنا
مُعنبر ذکر ہے مانندِ گُلِ تر لکھنا

آج اک وعدہ لیا ہے مرے دل نے مجھ سے
مدحتِ سرورِ کونین برابر لکھنا

میں نے جب چاہا لکھوں نامِ رسولِ عربی
دل سے آواز یہ آئی ہے سنبھل کر لکھنا

عظمتِ صبح ملی غارِ حرا سے جس کو
اس اُجالے کو دو عالم کا مقدّر لکھنا

ذاتِ اقدس تھی بہ یک وقت امین و صادق
جس کو پیشانیٔ کونین کا جھومر لکھنا

جب کسی پھول کسی چاند کا آجائے خیال
پرتوِ غارِ حرا نور کا پیکر لکھنا

کیا ملے آپ کے اخلاقِ حمیدہ کی مثال
موم ہو جائے جو پتھر کیا اُسے پتھّر لکھنا

نقشِ اوّل ہے متاعِ دل و جاں ہے یہ انیسؔ
دوسری نعت مدینے میں ہی جا کر لکھنا

نگہتِ انتخاب کے اندر
آ گئے وہ سحاب کے اندر

اک ورق ایک باب کے اندر
نور ہے ماہتاب کے اندر

م ح م د کی ہے مہک
میرے دل کی کتاب کے اندر

نکہتیں گلشنِ رسالت کی
آ گئیں ہیں گلاب کے اندر

دونوں عالم کو کر گئی روشن
جو کرن تھی نقاب کے اندر

پڑھ رہی ہے نظر درود و سلام
جلوۂ آفتاب کے اندر

دونوں عالم کا عِلم لامحدود
تھا رسالتؐ مآب کے اندر

ہیں صِفاتِ خدا بہ حسن تمام
اک رسولؐ اِک کتاب کے اندر

ہے سمندر انیسؔ مدحِ رسولؐ
کیا سمائے حباب کے اندر
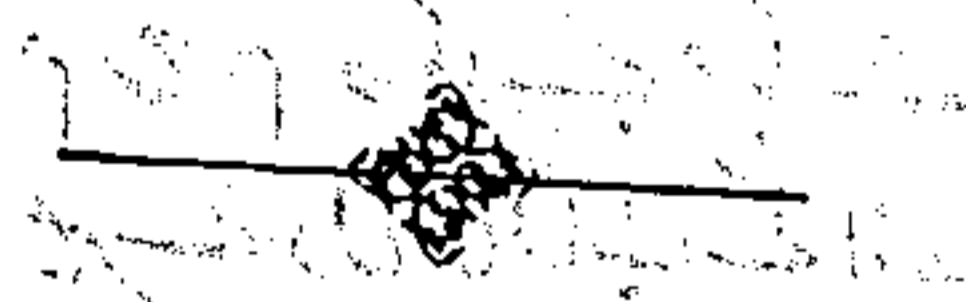
محمد مصطفٰے لکھا قلم نے
خزانہ علم کا پایا قلم نے

غزل کو نعت کا پہنا دیا جسم
بدل کر رکھ دیا نقشہ قلم نے

بنا کر آبِ کوثر کی سیاہی
لکھا نامِ شہِ والا قلم نے

ملی جب بارگاہِ سرورِ دیں
مقدّر اوج پر دیکھا قلم نے

مدینے کے تصوّر میں رہا گُم
سفر طے کر لیا تنہا قلم نے

جبینِ شوق تعظیماً جُھکا دی
جب اپنا ظرف پہچانا قلم نے

شناسا کر دیا حُبِّ نبیؐ سے
کیا احسان اِک ایسا قلم نے

حیا سے آنکھ میں بھر آئے آنسو
کیا ہے موجزن دریا قلم نے

انیسؔ آتا بھی کیسے عکس کوئی
انھیں دیکھا جو بے سایہ قلم نے

دِل سے گر نعتِ محمدؐ کا سمندر اُبھرے
نور بن بن کے ہر اک موج برابر اُبھرے

اس طرح بحرِ رسالت کے شناور اُبھرے
جیسے کونین کی تاریخ کے گوہر اُبھرے

چھوڑ کر کیسے وہ دامانِ پیمبر اُبھرے
جو سفینہ تہہِ گرداب ہو کیونکر اُبھرے

مرحبا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
کتنے شاہوں کے اِسی در سے مقدر اُبھرے

مکڑیوں نے جو بُنا غار کے مُنہ پر جالا
پڑ گئے سرد نہ پھر کفر کے لشکر اُبھرے

آفتاب ایک اشارے میں پلٹ کر آیا
ورنہ سورج کی یہ جرأت کہ مکرّر اُبھرے

جہل میں رہ کے ابو جہل نے کیا کیا نہ کیا
تھی یہی شانِ رسالت کہ اُبھر کر اُبھرے

کھا کے پتّھر بھی دُعا کرتے رہے شاہِ اُمم
مُسکراتے رہے ہر لمحہ نہ تیور اُبھرے

جب کہی نعتِ شہِ کون و مکاں ہم نے انیسؔ
حرف مانندِ مہ و مہر قلم پر اُبھرے

درپیش سفر بھی تھا قرینہ بھی نہیں تھا
دُور اِتنا مگر ہم سے مدینہ بھی نہیں تھا

بارِ غمِ کونین اُٹھائے تھے محمدؐ
لیکن کبھی ماتھے پہ پسینہ بھی نہیں تھا

احسان تھا سرکارِ دو عالم کا یہ ورنہ
ساحل بھی سمندر بھی سفینہ بھی نہیں تھا

پیشانیٔ آدمؑ پہ دمکتا جو ابد تک
ایسا تو کوئی اور نگینہ بھی نہیں تھا

معراج کی شب عرش پہ اک آن میں پہنچے
منزل بھی نہ تھی جب کوئی زینہ بھی نہیں تھا

انوارِ رمضاں ملے آقاؐ کی بدولت
پہلے تو کوئی ایسا مہینہ بھی نہیں تھا

جب تک نہ ہوئی آمدِ پیغمبرِ اسلام
حاصل ہمیں غیرت کا خزینہ بھی نہیں تھا

محرومِ جمالِ رُخِ پُرنور تھیں آنکھیں
چاندی سا دمکتا ہوا سینہ بھی نہیں تھا

یہ رفعتیں پائی ہیں انیسؔ اسم سے اُن کے
اس نام سے مکّہ بھی مدینہ بھی نہیں تھا

کہاں وہ نورِ مجسّم کہاں گلاب کا رنگ
جو دیکھ پائے تو اُڑ جائے آفتاب کا رنگ

تجلّیات کا مرکز ہیں جس کی محرابیں
فضائے کون و مکاں میں ہے اُس نقاب کا رنگ

جسے ہے آج بھی نسبت رسولِؐ اکرم سے
ہے کائنات پہ اُس دورِ کامیاب کا رنگ

تھا آسماں پہ ثنا خوانِ مصطفٰےؐ کل بھی
دُرود آج بھی پڑھتا ہے ماہتاب کا رنگ

تمام عالمِ امکاں پہ دسترس ہے اُسے
جو رحمتوں کا سمندر رہے اک سحاب کا رنگ

ملے تو اُس کو بنا لیں حیات کا مرکز
وہ نقشِ پائے محمدؐ وہ انتخاب کا رنگ

بکھر گیا تو وہ تخلیقِ دو جہاں ٹھہرا
اُسی نقاب کا پرتو اُسی حجاب کا رنگ

وہ جالیوں کا تقدّس وہ گنبدِ خضریٰ
کوئی سوال نما ہے کوئی جواب کا رنگ

میں اُس مقامِ محبت پہ آگیا ہوں انیس
یہ نعت بھی ہے عقیدت کے ایک باب کا رنگ

فضائے ہر دو عالم مدحتِ خیر الوریٰ نکلی
دُرودِ مجتبیٰ پڑھتی ہوئی بادِ صبا نکلی

نبیؐ کے نور کا مظہر بنی پیشانیٔ آدم
حرا سے عرش کی جانب جو تنویرِ حرا نکلی

یہ تھی سیرت محمدؐ کی یہ اوصافِ محمدؐ تھے
زمانے بھر کے پتھر کھا کے بھی لب سے دُعا نکلی

خلافِ مصطفیٰ ہو گی گماں تھا اہلِ باطل کا
لبِ ہر سنگ سے لیکن صدائے مرحبا نکلی

یہ دُنیا نے گواہی دی گلستاں عرش کا مہکا
لبِ اطہر کی خوشبو نکہتِ ارض و سما نکلی

تہی باطن میں بھی وہ سرمایۂ کونین کا حاصل
بظاہر بھی وہ کملی قسمتِ صبح و مسا نکلی

وہ تمہیدِ رسالت سرورِ کونین کی سیرت
درخشانی خدیجہؓ کی متاعِ عائشہؓ نکلی

انیسؔ ایمان تھا اپنا سند ہو گی یہ محشر میں
سببِ بخشش کا یہ نعتِ محمدؐ مصطفیٰؐ نکلی

صدائے رسولِ خدا آ رہی ہے
حیات اک دُرِ بے بہا پا رہی ہے

ہوا تھی جو دربانیٔ مصطفیٰ میں
وہ تنویرِ غارِ حرا لا رہی ہے

کہیں گیسوئے مصطفیٰ دیکھ آئی
جو گھر گھر کے کالی گھٹا چھا رہی ہے

وہ سیرت جو ہے مظہرِ ہر دو عالم
گلستانِ رسالت کا مہکا رہی ہے

کِھلا جا رہا ہے ہر اک غُنچۂ دِل
مَدینے سے تازہ ہوا آ رہی ہے

اُصولِ محمّد سے ہٹ کر یہ دُنیا
مسُلسل فریب اِک نیا کھا رہی ہے

کبھی ذاتِ اقدس نے کھائے تھے پتّھر
نظر زخم پتّھر نما کھا رہی ہے

مُعطّر مُعطّر ہے بزمِ دو عالم
فضا نور خوشبو سا برسا رہی ہے

انیسؔ اب میں نعتِ نبیؐ کہہ رہا ہوں
سوئے عرش فِکرِ رسا جا رہی ہے

ہے کوئی نور کی برسات اُترنے والی
ایسا لگتا ہے کہ ہے نعت اُترنے والی

پائے جبرئیل کی آہٹ ہے فضا ہے خاموش
عرش سے ہے کوئی سوغات اُترنے والی

جس کے پرتو میں تھا ہر صبحِ درخشاں کا وجود
گوشۂ دِل میں ہے وہ رات اُترنے والی

جو تھے پتھّر کی طرح موم ہوئے تھے وہ بھی
آپ کی بات ہی تھی بات اُترنے والی

ثور کو بھی یہ خبر تھی کہ بہ رنگِ ہجرت
آج ہے مجھ میں کوئی ذات اُترنے والی

شبِ معراج تھے جو پائے نبیؐ سے روشن
اُن ستاروں کی ہے بارات اُترنے والی

یہ تغیّر بھی تھا سرکارِ دو عالم کے طفیل
ورنہ تھی گردشِ حالات اُترنے والی

آپؐ تشریف جو لائے تو اُجالا پھیلا
تھی گھٹا صورتِ ظلمات اُترنے والی

ہم نے ہی ہوش کا دامن نہ سنبھالا تھا نہیں
روشنی تھی سرِ جذبات اُترنے والی

فوقیت گنبدِ خضریٰ کو ہے ایوانوں پر
ایک ہی نام ہے لکھا ہے جو کاشانوں پر

جب کبھی جھوم کے آتی ہے مدینے سے گھٹا
ہلکی ہلکی سی برستی ہے گلستانوں پر

سلطنت آ گئی ہاتھ آرزوئیں پوری ہوئیں
اک نظر پڑ گئی جب بے سروسامانوں پر

ہو گیا ختمِ رسالتؐ کا زمانہ قائل
آ گیا رنگ حقیقت کا جب افسانوں پر

کیا ضرورت تھی کوئی اور کلمہ ہوتا
ایک عُنوان ہی غالب ہے سب عُنوانوں پر

دیکھ کر برق کی رفتار بھی تھی سمٹی ہوئی
اِس طرح دستِ نبوّت بڑھے بُت خانوں پر

ہو اگر جُرأتِ اظہار تو کہدو یہ انیسؔ
اِک نظر کیجیے سرکار مُسلمانوں پر

ثنا خوانِ محمّد مصطفٰے ہوں
میں قطرہ ہوں مگر دریا نما ہوں

ہوئی نعتِ نبیؐ الہام مجھ کو
جو سُنتا ہوں وہی کچھ کہہ رہا ہوں

اُترتے ہیں ستارے آسماں سے
میں حرفوں کے سمندر میں گھرا ہوں

میں ہوں اور سبز گنبد کے مناظر
مدینے کے تصوّر میں چلا ہوں

۲۰۱۱ء

اُدھر میرے تجسّس میں حرا ہے
اِدھر میں طالبِ غارِ حرا ہوں

رسُولوں کے رسُول آئے جہاں میں
ہر اک جانب یہ منظر دیکھتا ہوں

جو مہکے تھے گلستانِ نبیؐ میں
اُنہی پھولوں کو اَب تک چن رہا ہوں

کرم ہے یہ رسُولِ ہاشمی کا
کہیں خوشبو کہیں موجِ صبا ہوں

کہیں وہ ہیں کہیں جلوے ہیں اُن کے
انیسؔ آئینۂ حیرت ہوں کیا ہوں

بابِ خیالِ شانِ بشر کھولتی رہی
گہرے سمندروں سے گہر رولتی رہی

دِل طالبِ جمال تھا کرتا رہا طواف
رُخسارِ شش جہت پہ نظر ڈولتی رہی

آگاہ عقل تھی سفرِ جبرئیل سے
پرواز تھی نگاہ میں پر کھولتی رہی

نُورِ نبیؐ سے دونوں جہاں نُور نُور تھے
چاندی سی رات نورِ سحر گھولتی رہی

لکھتی رہی حیات مضامینِ کائنات
تحریرِ خاکِ پائے بشر بولتی رہی

اندھی فضائے دہر تھی بہرے تھے راستے
اِک ذات پیچ وخم کے بھنور کھولتی رہی

تخلیقِ کائنات کا باعث بنے حضورؐ
صوتِ بلالؓ رازِ دِگر کھولتی رہی

اُمّت حضورؐ آپؐ کی ہٹ کر اصول سے
غرقِ خودی بہ حالِ دِگر ڈولتی رہی

ہر لمحہ دِل پہ بارشِ الہام دیکھ کر
فکرِ انیس نعت کے دَر کھولتی رہی

محمد مصطفیٰ کی مہربانی دیکھتے جاؤ
برستی ہے گھٹا رے آسمانی دیکھتے جاؤ

درودوں کی صدا آتی ہے سانسیں نعت پڑھتی ہیں
مرے جذباتِ پنہاں کی روانی دیکھتے جاؤ

مدینے میں بلا لیں گے شہِ دنیا و دیں اک دن
قدم چومے گی خود ہی کامرانی دیکھتے جاؤ

کسی ساعت مقدر کے ستارے جگمگائیں گے
ملے گی اُن کے در کی پاسبانی دیکھتے جاؤ

متاعِ ہر دو عالم جس کا ہر پیوند کہلایا
جو مل جائے تو وہ چادر پرانی دیکھتے جاؤ

محمدؐ کے اصولوں پر یہ دنیا گامزن ہوگی
جبینِ کفر ہوگی پانی پانی دیکھتے جاؤ

رہِ ہجرت میں روشن کر گیا کونین کی شمعیں
وہ نورِ کبریا قرآنِ ثانی دیکھتے جاؤ

جہاں تک دل فروزاں ہو جہاں تک بھی نظر جائے
حیاتِ طیبہ ہے جاودانی دیکھتے جاؤ

انیسؔ آئینہ کونین میں جس کی ضیا پائی
وہ عظمت سنگ ریزوں کی زبانی دیکھتے جاؤ

ہیں آپؐ مظہرِ عنوانِ کائنات حضورؐ
ہے ذکر آپؐ کا ایمانِ کائنات حضورؐ

نہ آپؐ ہوتے جو امکانِ کائنات حضورؐ
کبھی نہ ہوتا یہ سامانِ کائنات حضورؐ

ہوئی ہے زُلفِ معطّر سے عطر بیز فضا
مہک رہا ہے گلستانِ کائنات حضورؐ

حرا نے نور نے تقسیم کر لیا جس کو
وُہی کرن تو بنی شانِ کائنات حضورؐ

چراغِ لُطف و عنایت نہ ضو فگن ہوتا
نہ آپؐ ہوتے اگر جانِ کائنات حضورؐ

جو ایک روشنی اُبھری تھی خاکِ پا سے کہیں
وہی ہے شمعِ شبستانِ کائنات حضورؐ

وَرَق وَرَق پہ ہے تاریخِ ہر دُو عالم کے
اَمین و صادق و سلطانِ کائنات حضورؐ

ہر ایک مکتبِ فکر کو ملی ہے جِلا
دمک رہا ہے دبستانِ کائنات حضورؐ

مِلی ہے آپؐ کے دَر سے جہاں کو تابانی
انیسؔ کو بھی ملے آنِ کائنات حضورؐ

آرزو بھی ہے آرزوئے رسولؐ
جستجو بھی ہے جستجوئے رسولؐ

فیصلہ کر سکے نظر کیسے
روئے قرآں ہے یا ہے روئے رسولؐ

کعبۂ دل ہے اہلِ ایماں کا
بندگی ہے طوافِ کوئے رسولؐ

اے مِری بیخودی سنبھال مجھے
قافلے جا رہے ہیں سوئے رسولؐ

کھا کے پتھر سدا دُعائیں دیں
کیا ملے گا جوابِ خوئے رسُولؐ

پھُول ہی پھُول ہیں جدھر دیکھو
باغِ جنّت ہے یا ہے کوئے رسُولؐ

پھر کہاں ظُلمتیں رہیں باقی
نور اَفگن ہوا جو روئے رسُولؐ

شبِ معراج مُصطفٰے ہی نہیں
خود خدا بھی تھا رُوبروئے رسُولؐ

خُلقِ احمدؐ تھا بے مثال انیسؔ
یوں بھی حیران تھے عدوئے رسُولؐ

وہ مُلتفِت نگاہ جو نقشِ وفا بنی
اُٹھی تو پھر نجات کا اِک سِلسلہ بنی

ہر نعت ایک معجزۂ مُصطفٰے بنی
فِکرِ رواں رُکی تو عطائے خدا بنی

اِس بات کا ثبوت ہیں فاراں کی چوٹیاں
کونین کا نصیب وہی اک ضیا بنی

اُبھری تھی صِرف ایک تجلّی نقاب سے
تنویرِ طور قسمتِ ارض و سما بنی

اوّل بھی اُن کی ذات ہے آخر بھی اُن کی ذات
وہ ذات اِبتدا ہی نہیں انتہا بنی

نِکلی کبھی جو بات زبانِ رسُولؐ سے
خوُشبو بنی ! بہار بنی ! مُدّعا بنی

اُبھری وہ اِک کرن جو شریعت کی اوٹ سے
ہر پھُول ہر بہار کا وہ آئینہ بنی

یہ بات صِرف بات عقیدت ہی کی نہیں
آنکھوں کا نوُر خاکِ درِ مُصطفےٰ بنی

صَد فخرِ کائنات ہے وہ نقشِ جاوِداں
وہ شانِ رہگذار جو کعبہ نُما بنی

بارِش ہوتی ہے اُن پہ دُرود و سلام کی
جن سے انیسؔ وُسعتِ ارض و سما بنی

دل بَرائے محمدِ عربی
جاں فِدائے محمدِ عربی

جھوم کر یہ کہا فرشتوں نے
آئے آئے محمدِ عربی

کھا کے پتھر بھی جسمِ اطہر پر
مسکرائے محمدِ عربی

بزمِ کونین میں یہ شانِ عروج
جگمگائے محمدِ عربی

رحمتِ دو جہاں ہے اور قرآن
ساتھ لائے محمّدِ عربی

ہر دو عالم نے اعتراف کیا
ہیں بِنائے محمّدِ عربی

نعت حسّانؓ کی طرح لکھّوں
ہو ثنائے محمّدِ عربی

یہ مرے جان و دل کا نذرانہ
ہے برائے محمّدِ عربی

ہے تمنّا انیسؔ مل جائے
خاکِ پائے محمّدِ عربی

دُنیا نے جہالت کا بدن پہنا تھا
ہر شخص نے نخوت کا بدن پہنا تھا

ہر صُبح پہ تاریکیٔ شب کا تھا گُماں
سورج نے بھی ظُلمت کا بدن پہنا تھا

اللہ کی پہچان بڑی مُشکل تھی
انساں نے رعُونت کا بدن پہنا تھا

تھی پیکرِ صد رنگ درختوں کی نمُود
سایوں نے کدورت کا بدن پہنا تھا

سرگرم تھے اوہام پرستوں کے غلام
چہروں نے عبارت کا بدن پہنا تھا

ہر سنگ سے اُبھرے تھے خداؤں کے وجود
سانسوں نے عبادت کا بدن پہنا تھا

وہ نورِ مجسّم ہُوا ظاہر جس نے
اللہ کی چاہت کا بدن پہنا تھا

انوارِ محمدؐ سے حرا تھا روشن
خلوت نے بھی جلوت کا بدن پہنا تھا

پھیلی تھی گلستانِ رسالت کی مہک
پھُولوں نے بھی نکہت کا بدن پہنا تھا

سُوال یہ کہ ہو تعریفِ مُصطفٰؐ کیسے ؟
جواب یہ کہ ہو محوِ ثنا خدا جیسے

سُوال یہ کہ وہ کیا عرش پر بلائے گئے ؟
جواب یہ کہ وہ مختارِ کُل بنائے گئے

سُوال یہ کہ وہ محبُوبِ حق ہیں احمدؐ ہیں
جواب یہ شہِ کونین ہیں محمّدؐ ہیں

سُوال یہ کہ ہیں دربانِ مُصطفٰؐ جبرؑیل؟
جواب یہ کہ ہوئے حاصلِ دُعائے خلیلؑ

سُوال یہ کہ اُنھیں کیوں کیا گیا پیدا؟
جواب یہ وہ نہ ہوتے تو کچھ نہیں ہوتا

سُوال یہ کہ وہ کیا منبّعِ صِفات بھی ہیں؟
جواب یہ کہ وہ مُختارِ کائنات بھی ہیں

سُوال یہ کہ جمالِ خدا ہے اُن کا جمال؟
جواب یہ کہ مِلا اُن کو انتہائے کمال

سُوال یہ شبِ معراج کیوں اُجالا تھا؟
جواب یہ کہ محمّد کا بول بالا تھا

سُوال یہ کہ انیسؔ آئینہ ہے شرحِ مُبین
جواب یہ کہ مقدّر ہے نعتِ سَروَرِ دیں

مُصطفیٰ مُصطفیٰ
مُصطفیٰ مُصطفیٰ

مرحبا مرحبا مُدّعا مل گیا
پھول کھلنے لگے نعت کہنے لگا
اور میں کہتا رہا مُصطفیٰ مُصطفیٰ
مُصطفیٰ مُصطفیٰ

آپؐ خیر البشر دین کے راہبر
آپؐ امینِ جہاں صادق و مُعتبر
خاتمُ الانبیا مُصطفیٰ مُصطفیٰ
مُصطفیٰ مُصطفیٰ

ہر کڑے وقت میں لمحۂ سخت میں
چاک پڑنے لگے دامنِ بخت میں
مُضطرب ہے صَدا مُصطفیٰ مُصطفیٰ
مُصطفیٰ مُصطفیٰ

آپ کا ہے کرم رہ گیا ہے بھرم
فکر روشن ہوئی چل پڑا ہے قلم
شکر ہو کیا ادا مُصطفیٰ مُصطفیٰ
مُصطفیٰ مُصطفیٰ

آسرا چاہیئے اِک عطا چاہیئے
انتہا کے لئے ابتدا چاہیئے
آج ہے التجا مُصطفیٰ مُصطفیٰ
مُصطفیٰ مُصطفیٰ

مِٹ گئی روشنی چھا گئی تیرگی
نفرتوں کے سبب بجھ گئی زندگی
آؤ پھر سے جدا مُصطفیٰ مُصطفیٰ
مُصطفیٰ مُصطفیٰ

ہے صدائے انیسؔ ہے دُعائے انیسؔ
سُنئے سُنئے حضورؐ التجائے انیسؔ
ہے پریشاں نوا مُصطفیٰ مُصطفیٰ
مُصطفیٰ مُصطفیٰ

نعت میں عرضِ حال کرتا ہوں
میں بھی اکثر کمال کرتا ہوں

یاد آتے ہیں نقشِ پائے رسولؐ
شرحِ روئے ہلال کرتا ہوں

کتنی دشوار ہے ثنائے حبیبؐ
اجتماعِ خیال کرتا ہوں

پڑھ رہا ہوں درود اور سلام
مدحتِ لازوال کرتا ہوں

سبزہ زاروں میں ہے تلاش اُن کی
جستجو ڈال ڈال کرتا ہوں

صِدق دل سے فدا تھے احمدؐ پر
ذِکرِ عشقِ بلالؓ کرتا ہوں

مُصطفٰےؐ کے بُھلا دیئے ہیں اُصول
یاد اپنا مآل کرتا ہوں

یہ متاعِ حیات بھی اپنی
صَرفِ ہجر و وصال کرتا ہوں

کیوں مدینہ ہے مجھ سے دُور انیسؔ
خُود سے اکثر سوال کرتا ہوں

مانندِ سحر پہلی کرن جاگ رہی ہے
گھبرائی ہوئی ظلمتِ شب بھاگ رہی ہے

لہرانے لگی روشنی ایمان و یقیں پر
آیا اسی تاریخ میں وہ نُور زمیں پر

پیغام صبا لائی ہے بیدار ہوئی ہے
تا حدِّ نظر بارشِ انوار ہوئی ہے

قرآن کا لہجہ وہی انداز دیا جائے
مطلب ہے کہ انجام کو آغاز دیا جائے

تاریخ اُسی مرکزِ رحمت پہ کھڑی ہے
پھر آج نظر چرخِ رسالت پہ گڑی ہے

دستورِ شریعت کی بنا پڑ تو گئی ہے
اسلام کے ہیرے کی کنی جڑ تو گئی ہے

ہر شخص گھنے پیڑ کی چھاؤں میں پلے گا
اَب دُھوپ کا کردار تو لمحوں میں ڈھلے گا

اوّل بھی اور آخر بھی بھلائی کے لئے ہیں
وہ نقشِ قدم راہ نمائی کے لئے ہیں

ہر سمت دمکنے لگے ایماں کے ستارے
گلدستۂ ارماں ہیں کہ احساس ہمارے

اللہ کے محبوبؐ سے مکّی مَدَنی سے
پھر عہد کیا جائے رسُولِ عَرَبی سے

کس طرح انیسؔ ابرِ گہر بار میں کھو جائے
جب تک نگہہِ سیّدِ ابرار نہ ہو جائے

اِک نظر لُطف و کرم کی مِرے آقا ہو جائے
چاک ہو سینۂ ظلمات اُجالا ہو جائے

مُلتجی بارگہِ مُصطفوی میں ہُوں ہنوز
دِل مِرا بُوذرؓ و سلمانؓ کا سراپا ہو جائے

جو بھی جبریلؑ نے سوچا تھا وہی ہو کے رہا
کہیں دشوار نہ وہ نور کا رستہ ہو جائے

پھر یہ حسرت نہ رہے اور کِسی جانب دیکھوں
میری آنکھوں کے مقابل جو مدینہ ہو جائے

میں بھی حسّانؓ بنوں نعتِ محمدﷺ لکھوں
مجھ کو حاصل جو قباتِ شہِ طیبہ ہو جائے

خود بلائیں گے یہ قدرت ہے مرے آقاؐ کو
وہاں جانے کا جو اک بار ارادہ ہو جائے

میں گنہگار ہوں احساسِ ندامت ہے مجھے
اشک جو آنکھ سے ٹپکے وہ ستارا ہو جائے

ہو عطا مجھ کو کلیدِ درِ عرشِ اعظم
چاہتا ہے کہ انیسؔ اِک دُرِ یکتا ہو جائے

نورِ ایماں مظہرِ یزداں چراغِ عالمیں
ہے کتابِ نعت کا عنواں چراغِ عالمیں

ذہن خالی ہاتھ خالی تھا یہ کل کی بات ہے
اَب نہیں ہوں میں تہی داماں چراغِ عالمیں

حرف گوہر بن گئے ہیں آ گئی لفظوں پہ آب
ہو گیا ہے آپؐ کا اِحساں چراغِ عالمیں

آپؐ کی آمد سے دُنیا میں اُجالا ہو گیا
ہو گئے ذرّے مہِ تاباں چراغِ عالمیں

مشورہ تخلیقِ عالم کے لیئے درکار تھا
کیوں نہ ہوتے عرش پر مہماں چراغِ عالمین

نبضِ دل ساکت ہوئی تھی چارہ گر ملتا نہ تھا
مل گیا ہے درد کا درماں چراغِ عالمین

ایک انگشتِ شہادت بن گئی تھی معجزہ
ہو گیا تھا شق مہِ تاباں چراغِ عالمین

تیرگی کس طرح بنتی دونوں عالم کا نصیب
کیا ٹھہرتی گردشِ دوراں چراغِ عالمین

آپؐ کا اسمِ گرامی اسمِ اعظم بن گیا
ہو گیا ہر کارِ جاں آساں چراغِ عالمین

زینتِ پیشانیٔ آدمؑ تھا نورِ کبریا
ہو گئی تھی عقل بھی حیراں چراغِ عالمین

ہے انیسِ بے نوا پر بارشِ لطف و کرم
اپنی قسمت پر ہوں میں نازاں چراغِ عالمین

نورِ حق محبوبِ ربّ العالمیں لاکھوں سلام
سرورِ کونین ختم المرسلیں لاکھوں سلام

ابتدا بھی روشنی تھی انتہا بھی روشنی
یا محمّد اوّلین و آخریں لاکھوں سلام

کل بھی سرکارِ دو عالم پر تھا سو جاں سے نثار
پڑھ رہا ہے آج بھی قلبِ حزیں لاکھوں سلام

روشناسِ حق تعالیٰ کر دیا ہم کو حضورؐ
صاحبِ اوصافِ قرآنِ مبیں لاکھوں سلام

آپؐ نے معراج میں پایا کمالِ زندگی
آپؐ ہی تھے زینتِ عرشِ بریں لاکھوں سلام

کر دیا ہے آپؐ نے امت پہ احسانِ عظیم
مظہرِ دیں رحمۃً لِلعالمیں لاکھوں سلام

آدمی کو آپؐ نے بخشا شعورِ کائنات
منبعِ فکر و نظر علم الیقیں لاکھوں سلام

آپؐ آئے تو کرم کی بارشیں ہونے لگیں
جانِ عالم سبز گنبد کے مکیں لاکھوں سلام

با ادب ہو کر پڑھا کرتے ہیں سب شام و سحر
الحلیمُ الجلیلُ الامین لاکھوں سلام

آپؐ نے بھی تو کئے ہیں ان گنت احسان وہاں
پڑھ رہی ہے اب مدینے کی زمیں لاکھوں سلام

یا شہِ کون و مکاں ممنونِ احساں ہے انیسؔ
پیش کرتا ہے "چراغِ عالمیں" لاکھوں سلام

بیانِ ضیائے نعتؐ

۱۴۰۵ ہجری

یہ شیدائے محمّد مُصطفٰےؐ میرے کرم فرما
ثنا خوانِ حبیبِ کبریا میرے کرم فرما
جہاں سے یاد آتا ہے رقم فہرست کرتا ہوں
کتابِ نعت میں نوکِ قلم فہرست کرتا ہوں
محمّد مُصطفٰےؐ کا نام حرفوں کے دہن پر ہے
ضیائے سَرورِ کونین کاغذ کے بدن پر ہے
مجسّم رحمتِ کون و مکاں ابرِ کرم جانا
ابوطالبؓ نے بھی اشعار لکھّے محترم جانا
پئے تعظیم جبرّیلِ امین بھی سَر جھکاتے تھے
اَدب سے بارگاہِ مُصطفٰےؐ میں آتے جاتے تھے
اِسی دَر سے ہوئے ہیں کعبؓ اور حسّانؓ بھی نامی
اِسی دَر سے ہوئے مہرِ درخشاں قُدسیؒ و جامیؒ
اِسی دَر سے نمایاں ہو گیا اندازِ بوصیریؒ
اِسی دَر سے ضیا افگن ہوئی ہے عظمتِ سعدیؒ
بڑھا جب سِلسلہ مِدحَت کا تو پہنچا یہاں تک بھی
یہ انعامِ رسُولِ ہاشمیؐ آیا یہاں تک بھی

کھُلے اسرار داتا گنج بخش فیضِ عالم پر
ہوئی نعتِ محمّد مصطفٰے الہام کا پیکر
ہر اک لمحہ فدا تھے خواجہ عثمان ہارونی
ملی تھی ذکرِ سرکارِ دوعالم کی درخشانی
یہی خواجہ معین الدّین چشتی کی محبّت ہے
ہے شمعِ زندگی حاصل محمّدؐ کی عنایت ہے
ہیں سیّد غازی عبداللہ شاہ اِک جاوداں نکہت
شہِ کونین کی مدحت سے حاصل ہوگئی عظمت
امامُ الاولیا وارث نے کی مدحت محمّدؐ کی
ابھی تک گلشنِ وارث میں ہے نکہت محمّدؐ کی
جہانِ بابا یوسف شاہ تاجی مہرِ تاباں ہے
ثنائے سرورِ کونین کا حاصل گلستاں ہے
کہیں نعتیں ذہینِ شاہ تاجی نے عقیدت سے
ثنائے مصطفٰے میں پھول مہکاتے محبت سے
یہ ذکر اب بابا انور شاہ تاجی کی زباں پر ہے
ثنائے مصطفٰے کی گونج اب اِس آستاں پر ہے
کہی جب نعت عنبر شاہ صاحب نے ضیا پائی
اِمامُ الانبیاء کے ذکر سے اک انتہا پائی

اسد اللہ خاں غالبؔ نے کی مدحت محمدؐ کی
گلستانِ رسالت سے ملی نکہت محمدؐ کی
محبت سے کیا ذکرِ شہِ کونین حالیؔ نے
مسدس کو نمایاں کر کے پایا چین حالیؔ نے
ثنائے مصطفیٰؐ کو قسمتِ بیدار کہتے تھے
کہ بیدمؔ وارثی نعتِ شہِ ابرار کہتے تھے
ملی بہزادؔ کو مدحِ رسول اللہ کی دولت
اسی دولت سے مالا مال تھی بہزاد کی قسمت
محمدؐ کی عطا سے زندگی روشن ستارا ہے
کہ اب میلادِ اکبرؔ وارثی روشن ستارا ہے
ثنائے مصطفیٰؐ اسے آرخاں نے کی نڈر ہو کر
ملا ذہنِ رسا نعتِ محمدؐ کی سحر ہو کر
رفیعہؔ جیسوارا اک صبح ہیں نعتِ نبی کہہ کر
بہارِ جاوداں ہیں گلشنِ مدحت میں اب رہ کر
ثریاؔ زیبا آئینہ ہوئی ہیں اُس عقیدت کا
درخشاں مہرِ تابندہ ہے جس شانِ رسالت کا
ملی شاہینؔ کو اکثر جہاں نکہت محمدؐ کی
وہاں ہے دور تک اک شان اک وسعت محمدؐ کی

کہا کرتے تھے خود نوّاب نعتِ سرورِ عالم
مجھے بھی نعت کہنے کی نصیحت کرتے تھے پیہم
شہنشاہِ تغزّل تھے جگر اور نعت کہتے تھے
بلا کے رند تھے اور سایۂ رحمت میں رہتے تھے
اسی در سے ملی تھی جوش کو شہرت کی تابانی
اسی منزل سے پائی عظمتِ فن کی درخشانی
حفیظ اسلام کے شیدا محمدؐ کے ثنا خواں تھے
ملا تھا سبز گنبد کا اُجالا ماہِ تاباں تھے
دلِ عابد علی عابد میں اُتری نعت کی عظمت
یہاں بھی جن کا ایمان تھا رسول اللہ کی چاہت
ہوا تھا نعت سے آغازِ فنِ احسان دانش کا
یہی انعام تھا پہلا محمدؐ کی نوازش کا
عدم نے زندگی کا رُخ سنوارا یادِ احمدؐ سے
گلستانِ عقیدت کو نکھارا یادِ احمدؐ سے
دُعائیں کیں اُٹھائے ہاتھ اس انداز سے روئے
ہمیشہ کے لئے ماہر دیارِ نور میں سوئے
منوّر نعت کہتے کہتے دُنیا سے ہوئے رخصت
ہوا احسانِ سرکارِ دو عالم مل گئی جنّت

فدائے سرورِ کون و مکاں اِسحاق ارشد ہیں
مہِ تاباں حیاتِ جاوداں اِسحاق ارشد ہیں
رسولِ محترم نے بارشِ لُطف و کرم کر دی
جہاں عظمت ہی عظمت ہے وہاں اسحاق ارشد ہیں
ہیں شاعر بھی مُظفّر بھی ہیں احمد بھی ضیا بھی ہیں
جہاں نامِ خُلوص آتا ہے اُس کی اِنتہا بھی ہیں
کہی نعتِ محمدؐ تو رسالت کے گہر پائے
صدائیں گونج اُٹھیّں شاعرِ خیر الورٰی بھی ہیں
عقیدت کا سمندر ہے دِلِ ابرار نقوی میں
محبّت کا گُلِ تر ہے دِلِ ابرار نقوی میں
جہاں ہر لمحہ ہوتا ہے نزولِ رحمتِ باری
مدینے کا وہ منظر ہے دِلِ ابرار نقوی ہیں
شفیعُ المذنبیں پر ہیں شفیعِ محترم شیدا
نبیؐ پر دالہانہ اِس طرح ہوتے ہیں کم شیدا
محمّدؐ مُصطفےٰ ہیں مہرباں الحاج محسنؔ پر
گلستاں کا گُلستاں ہے نچھاور آج محسنؔ پر
عطاءُ اللہ بھی مہرِ رسالت سے درخشاں ہیں
عطائے سرورِ کونین سے اِک ماہِ تاباں ہیں

رئیسؔ امروہوی ذکرِ شہِ کونین کرتے ہیں
تقیؔ ذکرِ محمدؐ سے فراہم چین کرتے ہیں
ثنا خوانِ نبیؐ ہونا اک ایسی روشنی ہونا
اُصولِ نعت میں احمد ندیمؔ قاسمی ہونا
مہندر سنگھ بیدی بھی ثنا خوانِ نبیؐ نکلے
عقیدت سے لئے گلدستۂ آنِ نبیؐ نکلے
ملی عظمت یہیں سے انکشافِ راز کرتے ہیں
قتیلؔ اس بخششِ خیر الاُممؐ پر ناز کرتے ہیں
نہیں ممکن قلمِ راغبؔ کا اک جو لمحہ بھر ٹھہرے
سمندر ہے تو کیسے مدحتِ خیر البشرؐ ٹھہرے
ہوئے ہیں آج صہباؔ مطمئن مقبول ہے اقرار
گلستانِ رسالت کا مہکتا پھول ہے اقرار
قمرؔ اجنالوی نعتِ نبیؐ کو نور لکھتے ہیں
جو لَو حرفوں سے نکلے اس کو شمعِ طور لکھتے ہیں
سجا کر طشتِ دل میں تحفۂ حمد و ثنا شاہدؔ
ادب سے پیش کرتے ہیں حضورِ مصطفیٰ شاہدؔ
ثنائے مصطفیٰ لائق علی لائقؔ نے پائی ہے
طبیعت فکر کے گوہر درِ احمدؐ سے لائی ہے

جمیلِ جالبی ہیں محترم ذکرِ محمدؐ سے
ملی ہیں عظمتیں ہر ہر قدم ذکرِ محمدؐ سے
فدائے نامِ احمدؐ ہیں جنابِ حق نواز اختر
متاعِ جان و دل ہے انتخابِ حق نواز اختر
حبیبؐ خالقِ کونین کے شیدا حبیب احمد
لیے ہیں نکہتِ یادِ شرِ والا حبیب احمد
انیس محترم ہیں مدحتِ احمدؐ کے گلشن میں
اُجالے ہی اُجالے ہیں سحر افروز مسکن میں
ملا یاسین کو زورِ بیاں تنویر کی صورت
رسالت کے گلستاں سے ملی تقریر کی نکہت
کیا ہے فکر کو دریا نما اقبال راجہ نے
اُصولِ نعت کو اپنا لیا اقبال راجہ نے
نسیم احمد نے اوصافِ نبیؐ سے روشنی پائی
عقیدت کے مہکتے گلستاں سے تازگی پائی
شکور اک یادِ ختم المرسلیں سے دل سجائے ہیں
عقیدت کا مہکتا گلستاں ایوب لائے ہیں
رشید اک سبز گنبد کے اُجالے پر ہوئے نازاں
درخشانی سے جن کی دونوں عالم ہو گئے تاباں

دل وجاں سے نبیؐ پر ہیں فدا ستّار افغانی
ہیں شیدائے محمدؐ مصطفٰے ستّار افغانی
فدائے سرورِ کونین خالق اللہ والے ہیں
جو دل میں ذکرِ سرکارِ دو عالم کے اُجالے ہیں
یہ رحماں چھا پرا فاراں کی وُسعت پہ شیدا ہیں
ثنائے مُصطفٰےؐ کی رفعت وعظمت پہ شیدا ہیں
محمّد انورِ بھٹیؒ ہوئے تاباں ضیا پائی
ضیائے مدحتِ خیر الاُمم صبح ومسا پائی
ہیں سُلطانِ رفیع اک آئینہ حسنِ عقیدت کا
گلستاں مِل گیا سرکارِ دوعالم کی مدحت کا
مِلا مجموعۂ نعتِ نبیؐ اعجاز رحمانی
نے ہے قسمت مِلی نعتِ محمّد کی درخشانی
ملی ہے نکہتِ نعتِ نبیؐ ممتاز قیصر کو
شگفتہ کر گئی اک تازگی ممتاز قیصر کو
نبیؐ سے خالدِ عرفان کو اِنعام آیا ہے
فضائے نور سے مجموعۂ اِلہام آیا ہے
کہی نعتِ شہِ کونین اجمل نے ہوئے تاباں
ذرا سی عمر میں پائی ہے لیکن وُسعتِ ایماں

مِلا فضلِ الٰہی محترم کو قصرِ جنّت کا
یہ ہے اِنعام سرکارِ دو عالمؐ کی محبّت کا
غنی رزّاق منصوری کے تھے جو محترم بھائی
ثنائے مُصطفےٰ کے فیض سے خلدِ بریں پائی
اِمام الدّین مجاہد کو ملی نکہت مدینے کی
محمّد مُصطفےٰ نے رہنمائی کی سفینے کی
ہیں شاد الیاس کشتی والے بھی ذکرِ محمّدؐ سے
گہر پائے ثنائے مُصطفےٰ کے شوقِ بے حد سے
ہیں ذکرِ احمدِ مُرسل سے تاباں احمدِ عادِل
ہوئے ذکرِ محمّد سے گلستاں احمدِ عادِل
شہِ کون و مکاں کی نعت سے مخمور تھے ساغر
تھے یادِ مُصطفےٰ میں گم نشے میں چور تھے ساغر
مِلا رضیہ حسن کو التفاتِ سرورِ عالمؐ
حسن کو بھی مِلا عرفانِ نعتِ سرورِ عالمؐ
ہوئے الیاس شاداں نعتِ سرورؐ سے مہِ تاباں
ثنائے سرورِ کونینؐ ان کا بن گئی ایماں
مرے لختِ جگر اقبال نے بھی نعت لکھّی ہے
پسند آئی شہِ بطحا کو جو وہ بات لکھّی ہے

ثنائے مصطفٰے لائی کہاں الحاج مسلم کو
ملی ہے ایک صبحِ ضوفشاں الحاج مسلم کو
محمد مصطفٰے کے محترم عادل ثنا خواں ہیں
عطائے سرورِ کونین سے مہرِ درخشاں ہیں
امان اللہ میاں ذکرِ شہِ ابرار کرتے ہیں
گلستانِ عقیدت کو سدا گلزار کرتے ہیں
فروغِ زندگی ہیں شادماں فاروق راجہ ہیں
وہاں اک صبحِ خنداں ہے جہاں فاروق راجہ ہیں
ہیں محوِ مدحتِ محبوبِ ربِّ دوجہاں مظہر
لئے ہیں مدحتِ خیر الامم کا گلستاں مظہر
عظیم بٹ رسولِ کبریا کے گلستاں میں ہیں
عقیدت سے محمد مصطفٰے کے گلستاں میں ہیں
فدا صابر پہ ہیں مسرور شیدائے محمد ہیں
مئے حُبِّ نبی سے چور شیدائے محمد ہیں
ملی ستار کو نکہت گلستانِ محمد کی
مقدر بن گئی چاہت گلستانِ محمد کی
نظیر رامپوری ذکرِ احمد سے درخشاں ہیں
ملی ہے نکہتِ نعتِ رسول اللہ نازاں ہیں

شہ کون و مکاں کی رہبری میں ہیں سعید احمد
محمد کے چمن کی تازگی میں ہیں سعید احمد
ہوئے محوِ ثنائے مصطفیٰ نصرت عظیم ایسے
مہِ تاباں ہو شب کی انجمن میں ضو فگن جیسے
حبیب اللہ کے دل میں رسالت کی ہیں تنویریں
چمن کے ہر گلِ تر سے عیاں ہیں جن کی تفسیریں
حمید اک صبحِ تاباں کی درخشانی میں رہتے ہیں
رسول اللہ کے جلوؤں کی تابانی میں رہتے ہیں
امام الانبیا کے ذکر سے تاباں ہوئے شیدا
کہی نعتِ محمد مصطفیٰ نازاں ہوئے شیدا
قمر اشرف نے پائی روشنی نعتِ محمد سے
درخشاں ہو گئی ہے زندگی نعتِ محمد سے
کہی جب نعت عاطر ہاشمی نے ضو فگن ہو کر
ملا ہر شعر نعتِ سرورِ دیں کا چمن ہو کر
ثنائے سرورِ کونین سے مظہر ہیں تابندہ
نبی کی نعت سے پایا ہے اک مہرِ درخشندہ
نسیم اکبر لکھنوی شیدا ثنائے سرورِ عالم
نظیر انبالوی پڑھتے تھے نعتِ مصطفیٰ ہر دم

ہیں گلزارِ قریشی ذکرِ احمدؐ سے درخشندہ
ثنائے سرورِ کون و مکاں سے ہیں یہ تابندہ
کمانڈر محترم ادریسؔ شیدائے محمدؐ ہیں
جو مہکے گلشنِ دل میں وہ گلہائے محمدؐ ہیں
ہیں شاداں عاشقِ کیرانوی نعتِ نبیؐ کہکر
بنایا نعت کو ایماں متاعِ زندگی کہکر
کہی ہے نعت بزمیؔ وارثی نے شادماں ہوکر
ملا ہے نعت کا ہر شعر مہرِ ضو فشاں ہوکر
وفاؔ ابدالی ذکرِ سرورِ عالم سے شاداں ہیں
یہ شیدائے حبیبِ کبریا ہیں جو نمایاں ہیں
وصی شیخ آئینہ دارِ محبت ہیں برادر ہیں
فدائے سرورِ دیں ہیں درخشندہ مقدّر ہیں
محمدؐ کی ثنا سے قلبِ رہؔبی ماہِ تاباں ہے
اسی ذکرِ محمدؐ سے جوابِ صبحِ خنداں ہے
کہیں نعتیں تو علامہ لیاقتؔ نے ضیا پائی
سکونِ قلب و جاں کے ساتھ اک تنہا پائی
چنیں جاویدؔ نے کلیاں گلستانِ محمدؐ سے
مدینے کے ستارے پالئے اس نیک مقصد سے

شریعت پر محمدؐ پر فدا رزاق منصوری
ہیں شیدائے حبیبِ کبریا رزاق منصوری
نبیؐ کی یاد میں خوش حال ہیں مشتاق چغتائی
اسی دولت سے مالامال ہیں مشتاق چغتائی
منیر احمد رسولؐ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں
بنا کر جزوِ جاں اُن کا ہر اک احسان رکھتے ہیں
سمیعؔ اس زندگی کو بھی نثارِ مصطفےٰ کرتے
میسر ان کو گر آتا تو ہر لمحہ فدا کرتے
دلِ انور میں نورِ سرورِ کون و مکاں آیا
رسالت کی چمک آئی تو سارا گلستاں آیا
ہے یادِ مصطفےٰ و مجتبےٰ شفقت کا آئینہ
بنا ہے جذبہ ذوق و وفا شفقت کا آئینہ
محمدؐ بھی علی بھی ہیں فدائے سرورِ عالم
زباں پر کیوں نہ ہو اسمِ محمدؐ مصطفےٰ پیہم
کریم صالح آئینہ بنے صبحِ مسرت کا
ملا شہزاد کو انعام گلزارِ رسالت کا
ہیں کامل لو ہیا محوِ ثنا ایوانِ نکہت میں
ہوئے ہیں انتظار اک صبحِ نو قصرِ عقیدت میں

دیارِ نعت میں ہیں ضوفگن شہزادِ احمد بھی
ہوئے خوشبو چمن اندر چمن شہزادِ احمد بھی
عنایت نے محمدؐ کی عنایت سے ضیا پائی
متاعِ فکر پائی شعر و فن کی انتہا پائی
عقیدت سے مظفر وارثی اشعار پڑھتے ہیں
یہ اکثر جھوم کر نعتِ شہِ ابرار پڑھتے ہیں
محبت کی ہوتے ہیں انتہا خواجہ امان اللہ
کہ ہیں شیدائے ختم الانبیا خواجہ امان اللہ
نذیر اک عمر گذری نعتِ سرکارِ مبیں لکھتے
کمالِ فن ہے جو کہتے ہیں کاغذ پر نہیں لکھتے
وصی نے نعتِ سرکارِ دو عالم کے گہر پائے
مقدر سے ثنائے مصطفٰے کے بحر و بر پائے
ثنا خوانِ حبیبِ کبریا ہیں آج گوہر بھی
دل و جاں سے فدائے مصطفٰے ہیں آج گوہر بھی
حکیم عابد علی عابد شہِ دیں کے ثنا خواں ہیں
بہارِ صبحِ خنداں ہیں گلستاں کا گلستاں ہیں
ملی آصف کو بھی نکہت گلستانِ محمدؐ کی
مقدر بن گئی چاہت گلستانِ محمدؐ کی

رؤفؔ شاعرِ پنجاب شیدائے محمدؐ ہیں
لئے ہیں نعت کے مہتاب شیدائے محمدؐ ہیں
متاعِ مدحتِ نورِ مبیں اکبرؔ نے بھی پائی
بنی ہے زندگی کا آئینہ چہرے کی سچائی
ہیں نازاں حافظِؔ امرتسری نعتِ شہِ دیں سے
ملی ہے روشنی ہی روشنی نعتِ شہِ دیں سے
رقم نعتِ رسولِؐ ہاشمی جعفرؔ رضا نے کی
شگفتہ قلب و جاں کی ہر کلی جعفرؔ رضا نے کی
دلِ خواجہ حمید الدّین شاہدؔ ماہِ تاباں ہے
یہ احساں رحمۃٌ للعالمیں کا خاص احساں ہے
ملا ہے مہر فوقیؔ کو بہارِ نعت کا عنواں
حبیبؔ اپنے مقدر پر ہوئے شام و سحر نازاں
زبانِ شادؔ پر نامِ محمّدؐ مصطفےٰ آیا
منوّر کردی جس نے زندگی اور دل کو چمکایا
ہوئے اقبال راہیؔ اور انجمؔ یوسفی شاداں
بنی نعتِ محمدؐ احمدِ عادلؔ کا بھی ایماں
ہوا ہے انکشافِ نعت یوں انوارؔ کے دل پر
شبیرؔ نازہروی کو مل گئے کونین کے گوہر

ہیں رائے محترم منصب علی شیدا محمدؐ کے
لکھی نعتِ شہِ عالم گہر پارے ہیں مقصد کے
فدائے مصطفےٰ محمود ناظر محترم بھی ہیں
رقم کرتے ہیں نعتِ مصطفےٰ اہلِ قلم بھی ہیں
جنابِ ڈاکٹر انصاری نے ذکرِ نبیؐ پایا
ثنائے مصطفےٰ سے اِک جہانِ روشنی پایا
ملی ہے شیخ ارشد کو بہارِ نعت سے نکہت
نگاہ و دل میں رکھتے ہیں شہِ کونینؐ کی عظمت
جنابِ شیخ سیف اللہ نے کی مدحت محمدؐ کی
ملی محمود احمد شیخ کو اُلفت محمدؐ کی
حبیب اللہ حاوی مطمئن ہیں روشنی لکھ کر
ہوئے ہیں محترم سبطین بھی نعتِ نبیؐ لکھ کر
ثنائے مصطفےٰ میں کھو گئے مرزا احد ایسے
متاعِ مدحتِ کون و مکاں پائے کوئی جیسے
لئے ہیں محترم خالد شفیق آئینہ مدحت کا
کہی ہے نعت جب پایا ہے گلشن نور و نکہت کا
وزیر اکثر لکھا کرتے ہیں نعتِ سرورِ عالم
ثنائے سرورِ کون و مکاں زاہد نے کی پیہم

زبانِ چودھری صادق پہ ہے مدحت محمدؐ کی
ہے دل کی انجمن میں ضو فگن الفت محمدؐ کی
ہیں فاروقی سلیمِ محترم شیدائے سرورؐ ہیں
محمدؐ مصطفٰے کے ذکر سے روشن مقدر ہیں
اسی ذکرِ نبیؐ سے مہر الٰہی شمسی تاباں ہیں
عطائے سرورِ کون و مکاں سے صبحِ خنداں ہیں
متاعِ نعت ویراجی نے پائی شادماں ہوکر
عیاں ہیں ذکرِ احمدؐ سے زمیں پر آسماں ہوکر
فدا ہیں صاحبِ معراج پر داؤد شیخ اپنے
لئے ہیں سرورِ کون و مکاں کی دید کے سپنے
محمدؐ کی ثنا سے خالدِ احمد نمایاں ہیں
مسلسل ذکرِ احمدؐ سے گلستاں کا گلستاں ہیں
دلِ شبیر میں ہے نعتِ احمدؐ کی درخشانی
ہیں شیدائے امام الانبیاءؐ ہے فکر لاثانی
درِ احمدؐ سے سب کچھ پا گئے اقبال سرہندی
کہاں تھے اور کہاں اب آ گئے اقبال سرہندی
ثنائے مصطفٰےؐ سے بابا نجمی بھی نمایاں ہیں
اسی باعث زبانِ اردو پنجابی پہ نازاں ہیں

قمرانجم کی نعتیں آئینہ دارِ محبت ہیں
حضورِ مصطفیٰ گلدستہ حسنِ عقیدت ہیں
طفیل اِک صبح کے طالب ہیں پیہم نعت کہتے ہیں
ثنائے مصطفیٰ میں، پھول کی خوشبو میں رہتے ہیں
سنوارے گیسوئے نعتِ شہِ کونین تائب نے
رسول اللہ سے پائے مہرِ کونین تائب نے
ضیا میںنائی بھی آغا مصوّر بھی ثنا خواں ہیں
بہارِ صبحِ خنداں ہیں گلستاں کا گلستاں ہیں
نصیر الدّین ہمایوں نعت کے پُر کیف ایواں ہیں
اضافہ پا رہے ہیں فکر میں، اندازِ تاباں ہیں
شمیمِ گل سے مہکایا روشن نے فکر کا داماں
کئے ہیں ضو فگن نعتِ شہِ کونین ہیں نازاں
ہے خالد کی تمنا جذبۂ حسّان مِل جائے
گلستانِ وفا میں نعت کا ہر پھول کِھل جائے
فدائے مدحتِ خیر الامم شہزاد اختر ہیں
نبیؐ سے طالبِ چشمِ کرم شہزاد اختر ہیں
شفیق آئینۂ نعتِ محمدؐ کی ضیا لے کر
مقدر پر ہیں نازاں عمر بھر کا مدّعا لے کر

منوّر بھی ہیں سُلطانہ بھی ہیں یہ لکھنوی بھی ہیں
محمدؐ پر فِدا شیدائے نورِ ایزدی بھی ہیں
کنیز اک آرزوئے گُنبدِ خضریٰ میں رہتی ہیں
حجاب و صوفیہ نعتِ شہِ ابرار کہتی ہیں
جمالِ مدحتِ خورشید کا مظہر ملکہ ہیں
دل و جاں سے فِدا شانِ رسالت پر ملکہ ہیں
کہا کرتی ہیں نعتِ مُصطفٰے شہناز نور اکثر
ہوا کرتی ہے طاقِ دل پہ روشن شمعِ طور اکثر
سعیدہ ناز کے لب پر دُرود آئے سلام آئے
نسیمِ صُبح کے پیغام جب بشریٰ کے نام آئے
شفیق آئینہ نعتِ شہِ دیں سے ہیں تابندہ
ثنائے مُصطفٰے ہے اور شکیلہ ہیں درخشندہ
ہما جن کا تخلص ہے فریدہ نام ہے جن کا
دُرودِ مُصطفٰے ہر وقت پڑھنا کام ہے جن کا
ہیں محوِ نعت غُنچہ جعفری ہر لمحہ نازاں ہیں
جمیلہ اختر اور محمودہ سوزِ اک صُبحِ تاباں ہیں
دلِ آصف دلِ رعنا ہوا اِک صُبح کا عالم
فدا نعتِ شہِ کونین پر ہیں اب ثنا پیہم

جنابِ آذرِ زوبی نے پائی ہے درخشانی
مقدّر بن گئی ہے مدحتِ سرور کی تابانی
شفیعِ شیخ سرکارِ مدینہ پر فدا ہر دم
ملی ہے صبحِ تاباں کی درخشانی انھیں پیہم
فراستؔ نوجواں شاعر فدائے نعتِ سرور ہیں
عروض و فن کے یہ ماہر فدائے نعتِ سرور ہیں
سعیدِ وارثی جب نعت کے اشعار لکھتے ہیں
صدا آتی ہے یہ نعتِ شہِ ابرار لکھتے ہیں
رشیدِ وارثی بھی مدحتِ احمدؐ کے شیدا ہیں
رئیسِ وارثی حمد و ثنا لکھنے میں یکتا ہیں
ہیں کہنہ مشق عالمؔ نعت کا فیضان حاصل ہے
کہ فیضِ مصطفےٰ سے ذہن ان کا ماہِ کامل ہے
ضمیرؔ و زاہدؔ و انورؔ نے پایا نعت کا گلشن
عقیدت سے محبّت سے کھلایا نعت کا گلشن
ہوئی اقبال راہیؔ کو رسول اللہ سے رغبت
لئے ہیں نعت کے گلشن کی جو ہر آج بھی نکہت
ظفر زیدی بھی نعتِ سرورِ کونین کہتے ہیں
ثنائے مصطفےٰ کے گلشنِ اطہر میں رہتے ہیں

ثنائے مصطفیٰ میں یوسفِ جاوید تاباں ہیں
رسول اللہ کے گلشن کی نکہت سے فروزاں ہیں
ضیائے نعتِ سرکارِ دو عالم برق نے پائی
نظام آئینۂ حسنِ عقیدت میں چمک آئی
محمدؐ مصطفیٰ کے ہیں ثنا خواں یادِ صدیقی
لئے ہیں نعت کی شمعِ فروزاں یادِ صدیقی
رقم کرتے ہیں نعتِ مصطفیٰ محسنؔ بصد ارماں
ہوئے شیدائے نورِ کبریا محسنؔ بصد ارماں
کھلے گلہائے فن اور عزمِ بہزاد اک گلستاں ہیں
ذرا احمد سے جو پائی ہے اُس عظمت پہ نازاں ہیں
ہیں نورؔ آئینۂ مدحت میں تاباں میرٹھی لکھ کر
ہوتے ہیں ضو فگن اسمِ نبیؐ کو روشنی لکھ کر
رسول اللہ کے شیدا ہوئے شاداب احسانی
ملی نعتِ شہِ کونین کی جن کو درخشانی
مسلسل نعت کہنا کام ہے اخترؔ سعیدی کا
ثنا خوانِ نبیؐ میں نام ہے اخترؔ سعیدی کا
خلیلؔ احساس کا مظہر سکونؔ نے دِل کو مہکایا
ثنائے مصطفیٰ میں وصف کو مستان کو پایا

محمّد انورؔ آئینہ ہیں اظہارِ محبت کا
اُجالا محفلِ دل میں ہوا شمعِ رسالت کا
فدا وارث پہ ہیں پائیں نعتِ مصطفٰے کہکر
حیاتِ جاوداں پائی ہے اپنا مدّعا کہکر
دلِ عبد الرشید اندازِ محبوبی سے شیدا ہے
ثنائے مصطفٰے پر یہ بڑی خوبی سے شیدا ہے
زبانِ منشاء اللہ پر ثنائے مصطفٰے آئی
ظہیر احمد نے یہ دولت بہ فیضِ مصطفٰے پائی
ظفرؔ ہوتے تو نعتِ مصطفٰے کچھ اور فرماتے
گلستانِ محمّد سے وہ نکہت اور بھی پاتے
ہوئے مدحت سرا نور الحسن بھی اور خالد بھی
ثنائے مصطفٰے پائی ہوئے حاصل مقاصد بھی
حضورِ مصطفٰے میں بھی کتابِ نعت لایا ہوں
عقیدت سے ادب سے انتخابِ نعت لایا ہوں
مرتّب آج یہ مجموعۂ نعتِ محمّد ہے
متاعِ دو جہاں بھی ہے خوشی بھی دل کو بیحد ہے
انیسؔ اک دن یہ سب نعتیں مدینے لے کے میں جاتا
سند ملتی غلامِ سیّد ابرار کہلاتا

غُلامِ سیّدِ کون و مکاں ہیں
مگر اُن کے اُصولوں پر کہاں ہیں
ہواؤں میں پہنچ جاتے ہیں اُڑ کر
وہ اچھے ہیں جو گردِ کارواں ہیں

چراغِ طُور چراغِ فلک چراغِ سحر
حریمِ ناز میں لائے کہاں کہاں کے چراغ
وہ اِک چراغ ہے نورِ محمّدِ عربی
کہ جس چراغ سے روشن ہیں دو جہاں کے چراغ

یہ نہ ہو جذبۂ احساس ہی باقی نہ رہے
حرف ہیں گوہرِ نایاب محبت سے لکھو
شعر لکھنے کا ہوا قصد تو آئی آواز
نعتِ سرکارِ دوعالم ہے محبت سے لکھو

اُن کی عظمت پہ زمانہ بھی ہے شاہد اَب تک
جن کے جلووں میں سمائے ہیں خدا کے جلوے
کتنی صدیوں سے تھی ظلمت کو لپیٹے دُنیا
اور کیا کرتے بکھرتے نہ حرا کے جلوے

دل کے ارمانوں پہ آتی ہے چمک مشکل سے
کوئی آساں نہیں لعلِ یمنی ہو جانا
سچ تو یہ ہے کہ یہ معراجِ محبّت ہے انیسؔ
عشقِ احمد میں بلالؓ حبشی ہو جانا

دِل پہ اِک بارِ گراں ہے یہ زمانے کا چلن
چاہتا ہوں کہ چلا جاؤں میں آقا کی طرف
میں نے محسوس کیا میں ہوں تہی دست انیسؔ
اُٹھ گئی آج نظر گنبدِ خضریٰ کی طرف

کبھی صدقے کبھی قربان کبھی واری جاتی
زندگی پرتوِ احمدؐ سے نکھاری جاتی
تھا سبب مانیؔ و بہزاد کی حیرانی کا
سایہ ہوتا تو وہ تصویر اُتاری جاتی

دُنیا تھی سر جھکائے ہوئے احترام سے
گونجی ہوئی صدا تھی دُرود و سلام سے
پیدائشِ نبیؐ کی صحیفوں میں تھی خبر
ہر شخص آشنا تھا محمدؐ کے نام سے

یا رسولِ انام السّلام
انبیاء کے امام السّلام

حوضِ کوثر کے نام السّلام
ہو عطا ایک جام السّلام

چُوم لوں آپ کے نقشِ پا یا حضورؐ
قابلِ احترام السّلام

سنگریزوں کو بھی بخشدی تھی زباں
مُعجزہ ہے یہ عام السّلام

سِدرَۃُ المنتہیٰ سے بھی آگے گئے
آپؐ عالی مقام السّلام

آپؐ اوّل بھی ہیں آپؐ آخر بھی ہیں
آپؐ صُبحِ دوام السّلام

جب نہ تھا کچھ بھی اُس وقت بھی آپؐ تھے
عرش پر تھا مقام السّلام

مرحبا مرحبا کی صدا گونج اُٹھی
جب ہوا اہتمام السّلام

یا رسولؐ خدا آپؐ کو مِل گئی
عظمتِ صُبح و شام السّلام

نُور بھی نور کی انتہا پا گیا
تھا اُجالا بھی عام السّلام

آپؐ سُن لیجئے گا صدائے انیسؔ
کہہ رہا ہے غلام السّلام

رحمتِ کون و مکاں خیر الانام یا رسول اللہ سلام
بڑھ رہی ہیں دھڑکنیں دل کی تمام یا رسول اللہ سلام

ہادیٔ برحق رسولوں کے امام یا رسول اللہ سلام
مجتبٰی و مصطفٰی ذی احترام یا رسول اللہ سلام

اس زمیں سے آسماں تک ہے نزول ہے عیاں شانِ رسولؐ
گونجتی ہیں یہ صدائیں صبح و شام یا رسول اللہ سلام

راہ کے ذرّے بنے ہیں آفتاب کھل گئے رحمت کے باب
ضو فگن ہے آپ کا نقشِ دوام یا رسول اللہ سلام

آپؐ ہیں محبوبِ ربِّ ذوالجلال آپؐ کی ہو کیا مثال
محترم ہیں آپؐ ہیں عالی مقام یارسولؐ اللہ سلام

فرش بھی ہے روشنیوں کا دیار، ہیں اُجالے بے شمار
عرش پر بھی تھے خدا سے ہمکلام یارسولؐ اللہ سلام

ہے عیاں انگشت کا دُنیا پہ رازِ بخشش شانِ حجاز
شق ہوا تو کہہ اُٹھا ماہِ تمام یارسولؐ اللہ سلام

آپؐ کی آمد سے آتی ہے بہار، گلستاں ہے پُر وقار
آگیا دُنیا میں قرآں کا نظام یارسولؐ اللہ سلام

ہے اُسی پہلی تجلّی کی نمود رحمتوں کا ہے ورود
صبح ضو افگن ہے نور افگن ہے شام یارسولؐ اللہ سلام

اسمِ اعظم ہے یہ نقشِ پُر ثبات ہے جو صد رشکِ حیات
بے سہاروں کا سہارا ہے یہ نام یارسولؐ اللہ سلام

مرتبہ حسّانؓ کا بخشا حضورؐ، نعت کا بخشا سرور
یہ انیسِؔ بے نوا بھی ہے غلام یارسولؐ اللہ سلام

حضورِ شافعِ محشر پڑھو دُرود و سلام
چلو مدینے میں چل کر پڑھو دُرود و سلام

نظر کے سامنے جب آئے روضۂ اطہر
بڑے ادب سے سنبھل کر پڑھو دُرود و سلام

تصوّرات کی شمعیں ہوئی ہیں ضو افگن
وہ آگیا درِ سرور پڑھو دُرود و سلام

جو خاکِ پائے رسولِ انام مِل جائے
دہن سے چوم کے مَل کر پڑھو درود و سلام

ہجومِ شوق تو وارفتگی میں بڑھتا ہے
حدِ خرد سے نکل کر پڑھو درود و سلام

قریب دِل کے ہیں انوارِ سبز گنبد کے
دمک اُٹھا ہے مقدّر پڑھو درود و سلام

یہی تو وقت ہے تقدیر آزمانے کا
دیارِ نور میں ڈھل کر پڑھو درود و سلام

جہاں تھے سرورِ کونین مہرِ تابندہ
ضیا فگن ہے وہ ممبر پڑھو درود و سلام

ہے عطر بیز رسولِ خدا کی نکہت سے
حرا ہے ایک گلِ تر پڑھو درود و سلام

رہِ حیات کی مشکل نہ ہو سکے حائل
یہ شرط ہے کہ برابر پڑھو درود و سلام

انیسؔ منزلیں خود ہی سمٹ کے آئیں گی
رسولِ پاک ہیں رہبر پڑھو درود و سلام